

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, January 3, 1991

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House), Islamabad, at 11.00 of the clock in the morning, with Mr. Deputy Chairman (Syed Muhammad Fazal Agha) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ
مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ
نُورًا مُّبِينًا
فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَاعْتَصَمُوا
بِهِ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِي رَحْمَةٍ مِّنْهُ
وَفَضْلٍ وَيَهْدِيُهُمْ إِلَى صِرَاطٍ
مُسْتَقِيمٍ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, January 3, 1991

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House), Islamabad, at 11.00 of the clock in the morning, with Mr. Deputy Chairman (Syed Muhammad Fazal Agha) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ
مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ
نُورًا مُّبِينًا
فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَاعْتَصَمُوا
بِهِ فَسَيُورِ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مِنْهُ
وَفَضْلٍ وَيَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ
مُسْتَقِيمٍ

ترجمہ: اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک صریح دلیل پہنچ چکی را ایک بزرگ کبریٰ جو نظر آتا ہے یعنی رسولِ برحق اور ہم نے تم پر ایک واضح نذر (نورِ قرآن) نازل کیا جو اللہ کی طرف سے رسول پر نازل ہوا اور جو رہتی دنیا تک لوگوں کے لیے نورِ ہدایت ہے۔

بیس جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اس را اللہ، رسول اور کتاب اللہ کو مضبوط پکڑا۔ (اس کی پناہ میں آگئے) تو ان کو اللہ اپنی رحمت میں اور فضل میں داخل فرمائے گا (ہدایت سے نوازے گا۔ توفیق کو رفیق کر دے گا) اور ان کو اپنی طرف پہنچنے والا سیدھا راستہ دکھا دے گا۔

سورة النساء آیت نمبر ۷۵ تا ۷۷

OATH—TAKING

جناب ڈپٹی چیئرمین: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ایک معزز رکن تشریف لائے ہیں ان سے حلف لینا ہے جناب مسرور احسن صاحب
(جناب ڈپٹی چیئرمین نے معزز رکن جناب مسرور احسن صاحب سے حلف لیا اور جناب مسرور احسن صاحب نے رجسٹر حاضری پر دستخط کیے۔)

LEAVE OF ABSENCE

جناب ڈپٹی چیئرمین: رخصت کی درخواستیں ڈاکٹر اشرف الہی صاحب اپنی ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۲ جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے لہذا انہوں نے آج کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: چوہدری شامہ بھلی ذمیر اطلاعات و پبلیم نے اطلاع دی ہے کہ وہ اپنے والد کے چلم کی وجہ سے ایوان میں حاضر نہیں ہو سکیں گے۔
ملک فرید اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ملک فرید اللہ خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر۔
 ملک فرید اللہ خان: جناب چوہدری شام علی خان کی اطلاع عدم حاضری تو مل چکی ہے۔
 لیکن یہاں پر اور بھی کوئی وزیر موجود نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ہاں یہ بات آپ کی صحیح ہے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ
 انفارمیشن بالکل صحیح ہے۔ اور میں نے اس دن سیکریٹری صاحب سے بھی گزارش کی
 تھی کہ کینیٹ ڈویژن کو باقاعدہ مکھڑ جو ادیں اس جیٹی کی continuation میں آج پھر
 ایک جیٹی جو ادیتے ہیں اور اخبار میں بھی دے دیتے ہیں۔ جی جناب بشیر احمد خان مٹہ صاحب۔
 جناب بشیر احمد مٹہ: جناب میں یہ معلوم کرنا چاہوں گا کہ کیا ایک وزیر کے لئے ضروری
 ہے کہ وہ سینیٹ کے چیئرمین کو رخصت کے لئے درخواست کچھ کر دے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں مجھے انوکس ہے یہ رخصت کی درخواست نہیں تھی یہ تو
 صرف ہاؤس کو inform کرنے کے لئے تھی۔

جناب بشیر احمد مٹہ یعنی اپنے آپ کو absent کرنے کے لئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں وہ ہاؤس کو inform کرنے کی بات ہے میں کہتا
 ہوں کہ یہ ان کی شرافت ہے اگر ایک صاحب نہیں ہوتے ہیں اور وہ بھی inform
 کر دیتے ہیں کہ میں نہیں آ سکتا تو یہ ان کی شرافت ہی تو ہے۔

جناب بشیر احمد مٹہ: یہ اور چیز ہے لیکن پھر ان کی جگہ کوئی دوسرا آئے۔
 جناب ڈپٹی چیئرمین: ہاں یہ صحیح ہے لیکن بشیر صاحب انہوں نے تو صرف
 اپنی طرف سے مندرت کی ہے دوسروں کے لئے تھوڑا ہی انہوں نے کہا ہے
 کہ دوسرے نہ آئیں۔

ڈاکٹر فوجیہا پانیری: پوائنٹ آف آرڈر سبز۔ جناب آپ نے یہ کارروائی
 شروع کر دی ہے لیکن آپ یہ بھی بتائیں کہ یہ کس طرح چلے گی حکومت کا ایک
 بھی نمائندہ یہاں موجود نہیں ہے آپ اس کارروائی کو continue کیسے رکھ سکیں گے۔
 جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر صاحبہ کارروائی کو جاری تو اس لئے ہی رکھ سکتے ہیں۔

[Mr. Deputy Chairman]

ہمارے ہاں ریکارڈنگ کا بندوبست ہے سو اگر چاہیں تو بعد میں ٹیپ سے بھی لے سکتے ہیں لیکن یہ کوئی اچھی convention نہیں ہے ایران میں فزرا کی موجودگی بہت ضروری ہوتی ہے۔ ان کو یہاں موجود ہونا چاہیے آپ کا یہ کہنا بالکل بجا ہے۔
ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی، وہ تو ٹھیک ہے لیکن کیا وہ اتنی تکلیف کریں گے کہ ریکارڈنگ سن لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : ہاں یہ بات تو ہے آپ وزیر اعظم سے بات کریں میں اس سلسلے میں کوئی فیصلہ نہیں دے سکتا جی قاضی عبدالمجید صاحب۔

جناب عبدالمجید قاضی : میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر اس وقت وزراء نہیں ہیں تو جو لوگ پچھلے دور میں تھے جیسے مہر ای محترم بہن تعین وہ اگر آکر ان کی طرف سے یہ کام سنبھال لیں تو میرے خیال میں ٹھیک رہے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : صاحبزادہ یعقوب صاحب نے کہا تھا کہ وزارت خارجہ سے ان کی طرف سے ایک صاحب آئیں گے جو نوٹس لیں گے وہ تو گیلری میں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن باقی حضراء صاحبان ہیں ان کی موجودگی بھی ضروری ہے لیکن چند ایک کی موجودگی تو یہاں بہت ضروری ہے صحیح سے میرے خیال میں اس کا نوٹس گورنمنٹ کو پہنچ جائے گا۔

Let us start the regular business. پریزیڈنٹ صاحب کے خطاب پر ڈیپٹی آگے چلا تے ہیں طارق چوہدری صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ قاضی عبدالمجید صاحب۔

FURTHER DISCUSSION ON THE PRESIDENT'S ADDRESS.

جناب عبدالمجید قاضی : بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب ! میں آپ کا شکریہ گزار ہوں آپ نے مجھے موقع دیا ہے کہ میں صدر پاکستان کے خطاب پر جو انہوں نے ۸ نومبر کو مجلس شوریٰ پارلیمنٹ کو کیا تھا کچھ اپنے خیالات کا اظہار کروں۔ ہمارے دوستوں نے اور بہت سے معاملات پر باتیں کی ہیں لہذا میں انہیں دہرانے کی کوشش نہیں کروں گا اس کے علاوہ کچھ ایسی چیزیں ہیں جن کے بارے میں آپ کو بتاؤں گا صدر صاحب نے فرمایا ہے کہ حکومت کو اس بات کا بھرپور

ادراک ہے کہ خصوصاً سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم عام کیے بغیر کسی میدان میں ترقی کے برف کو پانے کی حقیقت سراب سے زیادہ نہیں انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ ایسی پالیسیاں اپنائیں گے کہ صنعتی میدان کو محض روزمرہ کے استعمال کی عام اشتیاد بنانے تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ اسے بنیادی صنعتوں اور high tech manufacturing تک وسعت دی جائے۔
 میں اس پر اپنی چند معروفات پیش کر دے گا۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیرئی : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب نشینل اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے وہاں۔

Mr. Deputy Chairman: Dr. Sahib, how many points of order?

ڈاکٹر نور جہاں پانیرئی : صرف ایک نشینل اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے وہاں ایک نوٹس بھیجوائیں کیونکہ وہاں سارے وزراء موجود ہیں تاکہ کم از کم ایک دو وزیر تو یہاں پہنچ جائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : میرے خیال میں ڈاکٹر صاحبہ۔ یہ ہماری ذمہ داری نہیں ہے کہ ان کو ہم کچھ کر رہاں لائیں۔ یہ ان کی منصبی ذمہ داری ہے کہ وہ اس ایوان میں آئیں اور موجود رہیں۔۔۔۔۔

(مداخلت)

ڈاکٹر نور جہاں پانیرئی : اس طرح ہاؤس چلانے کا کیا فائدہ؟

جناب ڈپٹی چیئرمین : ہم اور آپ اپنی افادیت کا ثبوت دے چکے ہیں اور دیتے رہیں گے لیکن ان کی موجودگی ضروری ہے ہم وزیر اعظم صاحب کے نوٹس میں یہ بات لائیں گے میں ذاتی طور پر بھی ان سے بات کروں گا یہ بات اچھی نہیں ہے کہ اگر ہاؤس کو جس کی بہت زیادہ contribution ہے انہوں نے بالکل ہی نظر انداز کیا۔ ہوا ہے۔ جی ثناء محمد خان صاحب۔

جناب شاد محمد خان : جناب والا! کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ بیک وقت دونوں ایوانوں کے اجلاس نہ ہوں تاکہ وزراء کو یہ بیان نہ ملے کہ وہ بیک وقت دو جگہ موجود

[Mr. Shad Muhammad Khan]

ہیں ہو سکتے دونوں ایوانوں کے اجلاس کے اوقات مختلف ہونے چاہئیں۔

جناب ڈپٹی چیرمین: شاد محمد صاحب! وہ کہتے ہیں ناں کہ where there is a will,

there is a way اگر ٹائم مختلف ہوں تو بھی اگر وزیر صاحبان اپنے کام میں دلچسپی

نہ لینا چاہیں تو پھر وہی مشکل پیدا ہوتی ہے ایک ادھر وزیر صاحب تو آ سکتے ہیں بہر حال اس پر کافی بات ہو گئی ہے میرے خیال میں ڈاکٹر صاحبہ، اگر اس پوائنٹ پر مزید پوائنٹ آف آرڈر نہ اٹھائے جائیں تو بہتر ہو گا کیونکہ سوائے اس کے کہ اس طرح ہم اپنی کارروائی میں مزید خلل ڈالیں گے اور کچھ حاصل نہ ہو گا۔ میں گزارش کروں گا کہ مزید پوائنٹ آف آرڈر نہ اٹھائے جائیں لہذا قاضی صاحب جاری رکھیں۔

جناب عبدالمجید قاضی: شکریہ جناب چیرمین! میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ جب تک

اس شعبے میں ہم کوئی اہم اقدام نہیں کریں گے اس طریقے سے high tech

حاصل نہیں کر سکتے۔ میں مشورہ دوں گا کہ جیسے انڈیا کے پاس ٹیکنالوجی کے پانچ

انٹھی ٹیوٹس موجود ہیں۔ ایک کانپور میں ہے دوسرا دہلی میں ہے تیسرا کلکتہ میں ہے۔

چوتھا مدراس میں ہے پانچواں بمبئی میں ہے اور آج وہ اس پوزیشن میں ہیں کہ super

conductivity کا کام خود کرتے ہیں تین ممالک نے super conductivity

پر کام کیا ہے ایک یو ایس اے ہے ایک USSR ہے اور ایک انڈیا ہے۔ انھوں

نے بڑی contribution کی ہے اور انھوں نے کافی حد تک اس میں کامیابی

حاصل کی ہے جناب میں super conductivity کے متعلق اتنا عرض کرنا چاہوں

گا کہ ہمارے ہاں transmission losses ہوتے ہیں اس کے علاوہ

generation losses بھی ہوتے ہیں اب super conductivity کا یہ ہے کہ

اگر O degree cannel پر کوئی ایسا میٹریل ہو تو ادھر resistance comes

to O اور losses ختم ہو جاتے ہیں۔ زیر ڈگری چینل منفی ۲۷۳ سینٹی گریڈ

کے مساوی ہے اس وقت جو ریسرچ ہوئی ہے وہ منفی 175 ڈگری سینٹی گریڈ تک

انہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ Zero degree centigrade resistance تک

وہ لے سکے ہیں۔ پوری دنیا کے ممالک یہ کوشش کر رہے ہیں کہ وہ زبردستی سنٹی گریڈ تک کامیاب ہو جائیں مطلب کہنے کا یہ ہے کہ جب اس قسم کی چیزیں ہو رہی ہیں تو ہم لوگ اس میں حصہ کیوں نہیں لے سکتے۔ ہم اس لیے حصہ نہیں لے سکتے کہ ہمارے پاس کوئی ادارہ ہی نہیں جہاں پر ہمارے لوگ تربیت پائیں یا ہمارے پاس High tech available ہو۔ لہذا میں حکومت سے استدعا کروں گا کہ جس طریقے سے انٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کانپور یا مدراس میں ہے یا اور جگہ ہے ہماری حکومت بھی ایسے انٹیوٹ بنانے کی کوشش کرے۔

میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اگرچہ یہ کوششیں حکومت پاکستان پہلے کر چکی ہیں۔ یہ پرنسپل کردار کا کہ اس صحن میں ہمیں کوئی دیر نہیں کرنی چاہیے اسلام آباد، کراچی اور دیگر شہروں میں اسی قسم کے انٹیوٹ قائم کرتے چاہئیں۔ اور اس سلسلے میں دوسرے ممالک ہمیں مدد دے سکتے ہیں مثلاً امریکہ ہے، برطانیہ ہے جرمنی ہے کینیڈا ہے اور روس ہے یہی ممالک ہیں جنہوں نے ہندوستان کو یہ ٹیکنالوجی دی ہے اور وہ ادارے ان کے تعاون سے چل رہے ہیں اور ٹھیک ٹھاک کام کر رہے ہیں لہذا اگر ہمیں high tech کی طرف جانا ہے تو ہمارے لیے بہت ضروری ہے کہ ہم اس قسم کے ادارے قائم کریں اس کے بعد بہت ساری چیزیں ہم اپنے ملک کے اندر بنا سکتے ہیں اور جس سے ہم اس شعبے میں خود کفیل ہو سکتے ہیں اور جو ہم اتنی درآمدات باہر سے کر رہے ہیں وہ بہت کم ہو جائیں گی۔

دوسری بات صدر صاحب نے یہ فرمائی ہے کہ خدا نے ہمیں، خوبصورت ملک، زرخیز زمین بے شمار قدرتی وسائل اور سب سے بڑھ کر جفاکش محنتی اور محب وطن عوام دیئے ہیں اگر ہم ان اثاثوں کو مناسب طور پر کام میں لائیں تو اس سے بہت کچھ ہو سکتا ہے جیسا کہ انہوں نے بالکل صحیح کہا ہے اور یہ بالکل حقیقت ہے یہ قدرت کی ہمارے ساتھ خاص مہربانی ہے اور ملک کا کرم ہے کہ ہر چیز ہمارے پاس موجود ہے اب

[Mr. Abdul Majid Kazi]

میں پہلے گیس سیکٹر کی بات کروں گا ایک طرف تو جناب! قدرت نے ہمیں بڑے وسائل دیئے ہیں مگر ہم اس کی ڈویلپمنٹ کے لئے جس طریقے سے چل رہے ہیں اس کے متعلق میں تھوڑا سا عرض کروں گا۔ جناب والا! مجھے یاد ہے کہ ۱۹۸۵ء میں جب سینٹ کا دوسرا اجلاس ہوا تھا تو میں نے اس وقت ایک تحریک التوا دی تھی کہ ہمارے ہاں گیس flare ہو رہی ہے جس کی مالیت ۲۵ لاکھ روپے یومیہ ہے اس کے اندر ۱۵ ملین مکعب فٹ گیس جل رہی ہے جو تیل کے ساتھ نکلتی ہے اور اس کے ساتھ LPG recover نہیں ہو رہی ہے وہ دوسرا پاکستان میں ہے جناب! یہ معاملہ ایک ڈیڑھ سال تک چلتا رہا۔ میری تحریک انتہو مسترد ہو گئی لیکن جناب محمد خان جو نیچو صاحب جو اس وقت وزیر اعظم تھے انہوں نے اس کا نوٹس لیا اس کے بعد وہ بات چلتی رہی آخر میں ایک کمیٹی قائم کی گئی جس کے چیئرمین مسٹر وی اے جعفری تھے۔ جو کہ ڈپٹی چیئرمین پلاننگ تھے اس کمیٹی نے کوئی ۸، ۱۰ مہینے کام کیا اور آخر میں یہ ثابت ہوا کہ میں نے جو کہا تھا کہ ۱۵ ملین مکعب فٹ گیس جل رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ۵ اکی بجائے ۷ مکعب فٹ گیس جل رہی ہے ہمارا جو نقصان ہو رہا ہے وہ ہوتا رہا لیکن کمیٹی بننے سے یا وزیر اعظم صاحب کی اس میں دلچسپی لینے سے یہ ضرور ہوا کہ ہماری ایل۔ پی۔ جی جو ضائع ہو رہی ہے مطلب ہے کہ اس سے LPG recover نہیں ہو رہی تھی تو ایک پلانٹ کی sanction مل گئی اور دھرمال میں ۱۶ اٹن ایل۔ پی۔ جی ملنا شروع ہو گئی اس کے علاوہ ایک ادھی فیلڈ اور تھی جہاں پر ۱۵ ملین مکعب فٹ گیس جل رہی تھی اور اس میں سے جو تیل مل رہا تھا وہ ۱۲ سو بیرل یومیہ تھا آپ قیمت کے لحاظ سے دیکھیں تو جو گیس جل رہی تھی اس کی قیمت زیادہ تھی اور جو تیل مل رہا تھا اس کی قیمت کم تھی۔

on the basis of the international parity price

وہ فیلڈ فوراً بند ہو گئی اور تین سال تک وہ فیلڈ بند رہی لیکن کم از کم اتنا فائدہ ضرور ہوا جو ہماری انرجی ضائع ہو رہی تھی جو ہماری گیس flare ہو رہی تھی اور نقصان ہو رہا تھا اس نقصان سے ہم بچ گئے اب خدا کے فضل سے وہ فیلڈ پھر دسمبر ۱۹۹۰ء میں

recommission ہوئی ہے اور اس وقت ساٹھ ٹن ایل پی جی اس فیلڈ سے مل رہی ہے اٹھارہ سے بیس مین مکعب فٹ یومیہ گیس مل رہی ہے اور اوسطاً تین ہزار بیرل یومیہ تیل مل رہا ہے۔

جناب! میں صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس وقت جو بھی خام تیل نکل رہا ہے وہ ہم ایک ریفائنری کو دے رہے ہیں اب کچھ یہ تین ہزار بیرل دیتی ہے کبھی ایک ہزار وجہ یہ ہے کہ ہمارے پاس اس ریفائنری میں تیل صاف کرنے کی زیادہ گنجائش نہیں ہے لہذا adjust کرنا پڑ رہا ہے جناب! ریفائنری لگانے کے پروجیکٹس Long term ہوتے ہیں آج اگر آپ لگانے کا سوچیں تو آج نہیں لگا سکتے ہیں اس کے لیے ایک پلاننگ کی ضرورت ہوتی ہے جب اس علاقے سے ہمیں اتنا تیل مل رہا ہے تو کیا یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم تیل کی پیداوار بڑھانے کے ساتھ ساتھ ریفائنری میں توسیع بھی کریں۔ ریفائنری میں گنجائش کم ہونے کی بنا پر ہمیں صاف شدہ تیل باہر سے منگوانا ہوتا ہے تو کئی گنا زیادہ قیمت ہمیں ادا کرنا پڑتی ہے آج کل کے بحران کی وجہ سے یہ قیمت ہمیں بہت زیادہ دینی پڑ رہی ہے لہذا ہمیں مزید ریفائنری کا ملک میں جال بچھانا چاہیے اور ساتھ ساتھ ہمیں موجودہ ریفائنری میں بھی توسیع کرنی چاہیے تاکہ جو تیل موجود ہے اس کو ہم صاف کر سکیں۔

جناب! میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ میں نے سینیٹ میں اس ضمن میں کچھ سوالات کئے تھے جن کے جواب میں مجھے بتایا گیا تھا کہ یہ جو گیس ۱۹۸۴ء سے ۱۹۸۷ء تک flare ہوئی ہے وہ کم از کم ۷۰ ملین ڈالر کی مالیت کی گیس ضائع ہوئی ہے اس وقت بھی میں نے آپ کو ۲۱ جنوری ۱۹۸۸ء کو بتایا تھا کہ

on that date gas worth about 34 million per day was still being flared

اب جناب میں نے صحیح صورت حال سمجھنے کے لیے دوبارہ سوال کیا ہے جناب والا! کہ یہ جو ہماری گیس flare ہو رہی ہے یہ نہیں ہوئی چاہیے اور ہماری پلاننگ ایسی

[Mr. Abdul Majid Kazi]

ہوئی چاہیے کہ جب ہم تیل کی پیداوار بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں تو ساتھ ساتھ اس کا بھی بندوبست ہونا چاہیے کہ ہماری انرجی ضائع نہ ہو یہ صحیح ہے کہ حکومت نے اس ضمن میں کافی اقدامات کئے ہیں لیکن میں یہ کہنا چاہوں گا کہ We are energy hungry country اور جو بھی ہماری انرجی موجود ہے اس کو ضائع نہیں کرنا چاہیے اس کو استعمال کرنا چاہیے۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ ایک طرف تو ہم تیل درآمد کر رہے ہیں اور دوسری طرف ہم تیل برآمد بھی کر رہے ہیں پاکستان ت ۸ ہزار بیرل یومیہ تیل ایک سال سے برآمد ہو رہا ہے اس پر قومی اسمبلی میں کافی بحث مباحثہ ہوا تھا کہ یہ کیوں برآمد ہو رہا ہے جناب والا! حقیقت میں جہاں تک مجھے معلوم ہے ۱۹۸۴ میں جب Oil

price crises ہوئی تھی اس وقت Union Texas & Occidental نے ان کے ساتھ جو ہمارا معاہدہ رواں دواں تھا اس کے خلاف انہوں نے احتجاج کیا اور حکومت نے ان کی بات مان کر جو ہماری agreement in full force تھی اس کو revise کیا لیکن جب قیمت اسی اگیرمینٹ کے تحت ۲۵،۴۰ ڈالر تھی تو انہوں نے کوئی شہد نہیں مچایا حکومت نے بھی اس کو revise کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی لیکن جب وہ قیمت بارہ اور دس کے قریب آگئی تو انہوں نے فوراً ہی شور مچایا اور حکومت نے ان کو یہ نہیں کہا کہ ایک ڈیڑھ سال کے عرصے میں جس وقت قیمت ۲۵ ڈالر تھی اس وقت تو آپ نے فائدے اٹھائے ہیں اب ۱۲ ڈالر ہو گئی تو آپ شور مچانے لگے ہیں اور جب تک یہ اگیرمینٹ رواں دواں ہے آپ کو اسے تسلیم کرنا چاہیے بہر حال قصہ یہ ہوا کہ انہوں نے ۱۲ ڈالر پر ڈسکاؤنٹ دینا تھا۔ پہلے یہ تھا کہ جو بھی قیمت ہوئی تھی اس پر ہمیں ۵ فیصد discount ملتا تھا وہ حکومت کو ملتا تھا لیکن جب انہوں نے نیا اگیرمینٹ کیا تو ۱۲ ڈالر تک ڈسکاؤنٹ یونین ٹیکسز اور کسی ڈسٹل کے لیے زیر دہو گیا انہوں نے ۱۴ ڈالر کیا تھا اب جس قیمت پر یہ تیل برآمد ہو رہا تھا اس پر ہمیں کسی قسم کا ڈسکاؤنٹ نہیں مل رہا تھا ہمیں یہ بتایا گیا کہ یہ waxy crude oil ہے شیل ریفرنری

میں اس کی بلینڈنگ نہیں ہو سکتی۔ جناب دراصل بات یہ ہے کہ اگر ہم اس waxy crude oil سے wax کم کر لیتے اگرچہ اس کو الگ کرنے کے لئے ہمیں ایک fluidized technology اختیار کرنی پڑے گی جس پر ایک سے ڈیڑھ ڈالر مزید خرچہ کرنا پڑے گا اگر ہم یہ خرچہ کر لیتے تو یہی تیل ہم اپنی ریفاٹری میں استعمال کر سکتے تھے لیکن چون کہ وہاں پر ہمیں ۱۲ اور لم اڈالر کے اوپر کوئی بھی ڈسکانٹ نہیں مل رہا تھا اس لئے حکومت نے یہ مناسب سمجھا کہ ہم باہر سے امپورٹ کریں اور یہ Wani crude oil ان کو برآمد کرنے کی اجازت دیں یہ ۸ ہزار بریل وہ ہے جو اس کمپنی کا share ہے جس کے اوپر پلا ہمارا حق ہے پریڈیٹنٹ اگر چاہے تو ان سے خود خرید کرے جب وہ خرید نہ کرے تو ان کو اسے برآمد کرنے کی اجازت دے سکتا ہے۔ حکومت نے اسی میں مصلحت سمجھی کہ ایک ڈیڑھ ڈالر اپنی طرف سے ڈال کر۔۔۔ دل تو انہوں نے ایگزیٹ غلط کیا لیکن اس کا ہمیں جو خیمیاڑہ جگتا پڑا وہ یہ سہا کہ انہوں نے ان کو تیل برآمد کرنے کی اجازت دے دی۔

(اس مرحلے پر وزیر پیداوار اسلام نبی صاحب ایوان میں تشریف لائے)

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ اسلام نبی صاحب آپ تشریف لے آئے ہیں میں تمام ہائوس کی طرف سے معزز اراکین کی طرف سے بڑی سخت شکایت اور گلا آپ تک پہنچانا چاہتا ہوں آپ اس کو آگے کا مینہ میں لاؤ وزیراعظم تک پہنچائیں اس ایوان میں اس سیشن کے دوران میرے خیال میں یہ تمیز اچھا موقع ہے کہ ہمیں کارروائی شروع کرنے کے بعد وزیراعصابان کی عدم موجودگی کا شبہیت سے احساس ہوا کیونکہ کوئی ایک وزیر بھی موجود نہیں تھا اس ہائوس نے اس کا بڑا serious notice دیا ہے اگر یہ سمجھا جائے کہ یہ وزیر کی طرف سے سینیٹ کو neglect کرنے کی بات ہے تو بھی جائز ہو گا۔ جب کہ اس ہائوس کی بڑی contribution ہے اور ہم یہ بات فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ اس نے ملکی بقا و تدار کے لئے ساڑھے پانچ سال میں جو contribution دی ہے اس کی پاکستان کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی سینیٹر

[Mr. Deputy Chairman]

حضرات کی جو کارکردگی ہے ان کی جو contributions ہے وہ پچھلے پانچ ادوار میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے جو بنیو صاحب کی حکومت رہی انٹرم گورنمنٹ رہی یہ نظیر صاحبہ کی گورنمنٹ رہی پھر انٹرم گورنمنٹ رہی اور اب نواز شریف صاحب کی حکومت ہے سینٹ کا اپنا ایک tempo ہے ایک لیول ہے اس کا آئی کیو کا سٹینڈرڈ ایک ہی رہا ہے نہ کبھی وہ prejudice رہے ہیں نہ کسی کو نا جائزہ favour کیا ہے ملکی بقا اور وقار کے لیے یہ ہمیشہ contribut. کرتے رہے ہیں لیکن مجھے افسوس ہے کہ موجودہ گورنمنٹ کے وزراء صاحبان نے اور کینینٹ نے شاید سرے سے اس بات کو appreciate نہیں کیا اور آج صبح بھی یہی سوا ہے صدر صاحب کے خطاب پر اتنی اہم ڈسبٹ چل رہی ہے ایک طرف تو اگر صدر صاحب کا ایڈریس کرنا دو دن لیٹ ہو جائے تو ہماری پارلیمنٹ کا استحقاق مبرور ہو جاتا ہے اور دوسری طرف سے گورنمنٹ اس کو اتنا lightly لے رہی ہے کہ سینٹ کے معزز اراکین جوب اپنی آراء کا اظہار کرتے ہیں تو یہاں پر کینینٹ کی طرف سے کوئی ذمہ دار شخص موجود نہیں ہوتا جو اس کے نوٹس لے اور سوچتا ہے کہ معزز اراکین کی آراء میں ایسی باتیں ہوں جو آئندہ آپ کے اور آپ کی حکومت کے مفاد میں ہوں اور پاکستان کے مفاد میں ہوں تو میں بڑے افسوس کے ساتھ ان سب معزز حضرات کی نماندگی کرتے ہوئے آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اس بات کا بہت سیریس نوٹس لیا جائے اور پرائم منسٹر صاحب کے نوٹس میں یہ بات کینینٹ یتھک میں لائی جائے اور یہ میری گزارش بھی ہے اور دلنگ بھی ہے۔ بہت شکریہ!

جناب اسلام نہی۔ میں دیر سے آنے کی معذرت چاہتا ہوں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: جناب پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب جتوئی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: جناب ہم بڑے افسوس سے یہ بات کہتے ہیں کہ سینٹ کے اس ادارے کو نہ صرف انہوں نے بلکہ سابقہ حکومتوں نے بھی مذاق

بنا کر رکھ دیا تھا نیشنل اسمبلی کا جب اجلاس ہوتا ہے تو ان وزرا کے دہاں دفتر کھلے ہوتے ہیں ۱۸ کے ۱۸ دہاں موجود ہوتے ہیں کل وزیر اعظم صاحب یہاں موجود تھے تو وزرا کو بیٹھنے کی یہاں جگہ نہیں مل رہی تھی میرا خیال ہے کہ ان کا جو رویہ ہمارے ساتھ ہے وہ اس طرح کا ہے کہ ہم جیسے بڑی بیگم ہیں کہ کوئی اختیار تو ہمارے پاس ہے نہیں وزیر اعظم کو قومی اسمبلی کے اراکین منتخب کرتے ہیں تو سینیٹ کا کیا ہے

hell with it. یہ کیا مذاق ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کو پچھلی حکومتوں سے سبق سیکھنا چاہیے کہ ان کی حکومتوں کو ہاگست کیوں دیکھنا پڑا۔ انہی بد اعمالیوں کی وجہ سے دیکھنا پڑا۔ آج سارے وزرا کی کرسیاں خالی دیکھ کر افسوس ہو رہا ہے کیا ہم یہاں نشستن گفتن برخواستن کے لئے آتے ہیں ہم کیوں اپنی تقریریں کو تیار کرنے کے لئے دو تین دن تک محنت کرتے ہیں اتنے ڈاکومنٹس اکٹھے کرتے ہیں یہ ہم ان کے لئے اکٹھے کرتے ہیں میں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ مجھے اس پر احتجاج کرتے ہوئے آج تقریر نہیں کرنی چاہیے کون تو شے لے گا۔ اور ہم کس کے لئے یہ تقریریں کر رہے ہیں۔۔۔۔۔

جناب ڈیپٹی چیئرمین : شکریہ! ہم اپنی کارروائی اور اپنی contribution کو جاری رکھیں گے ان باتوں سے ہمیں discourage نہیں ہونا چاہیے ان کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کر دانا ہم سارا فرض ہے تاکہ وہ اپنی ذمہ داریوں کا خیال کریں۔

جناب اسلام نبی : جناب والا! میں صرف دو منٹ لوں گا چونکہ اسمبلی کا اجلاس پہلے ہونے والا تھا پہلے میں دہاں آگیا تھا لیکن وہ اجلاس دیر سے شروع ہوا تو میں تقریباً ۵۵ منٹ دہاں بیٹھ کر یہاں آگیا۔

جناب ڈیپٹی چیئرمین : میں آپ سے مخاطب نہیں ہوں میں کا بنیہ اور حکومت سے مخاطب ہوں۔

جناب اسلام نبی : میں پہلے اپنی وفادارت کر رہا ہوں اور پھر یہ کہ جیسا آپ نے فرمایا اس معاملے کو کا بنیہ کے اجلاس میں ضرور پیش کر دیا جائے گا۔
جناب ڈیپٹی چیئرمین : شکریہ! جی قاضی عبدالحمید صاحب۔

جناب مہدلمجید قاضی : میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ اس وقت جو تیل ۱۲ ڈالر فی بیرل تھا وہ ۲۸ ڈالر ہو چکا ہے اور نئے معاہدے کے مطابق ہمیں ۲۲ ڈالر پر ڈسکانٹ ملتا ہے جس میں سے ہمیں چھ سات ڈالر بطور ڈسکانٹ کے مل جائیں گے اس میں سے ایک ڈیڑھ ڈالر خرچ کر کے ہم ۸ ہزار بیرل یومیہ یہاں پر استعمال کریں تو ۸ ہزار بیرل ہم باہر سے کم منگوائیں گے اور ساتھ ساتھ ۱۰ ہزار ڈالر یومیہ کا ہمیں فائدہ ہوگا اب اس کا جو پروجیکٹ میں آپ کو تیار ہوں وہ ہے Fluidized Cracking Process جس کے لئے consultancy مکمل طور پر پاکستان میں available ہے اور اس پلانٹ کی مینیکچرنگ کے لیے ہمیں کسی کا دروازہ نہیں کھٹکھٹانا پڑے گا ہمارے پاس ماشاء اللہ شپ یارڈ ہے ہیوی مینیکل ٹنگ لائے under the supervision of the local experts یہ بالکل آرام سے چل سکتا ہے اس کی قیمت بھی زیادہ نہیں ہے اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ ہم پلانٹنگ کر کے اس کو ترجیحی بنیاد پر کریں آپ یہ دیکھیں کہ ۱۰ ہزار ڈالر یومیہ کا مطلب یہ ہوا کہ نو دس لاکھ روپے یومیہ آپ کو بچت ہوگی اگر آپ ایک مہینے کا بھی حساب لگائیں تو تین کروڑ ماہانہ کی بچت ہوگی اور اس پلانٹ پر کتنا خرچہ آئے گا اس کی فڈ اسٹڈی کر کے اس کو لگانے کی تیاری کریں اور یہ پلانٹ لگانے کے ساتھ ہمیں اگری منٹ کے تحت اس پارٹی کو بتانا پڑے گا۔ بلکہ ہمیں ان کو ایک نوٹس دینا پڑیگا کہ فلاں تاریخ سے ہم یہ آئی اٹھائیں گے تین مہینے یا چھ مہینے جو بھی پیر پڑ ہو تو اس طریقے سے administer کیا جائے جیسے ہی ہمارا پلانٹ لگ جائے وہاں سے ہم اپنا تیل لینا شروع کر دیں یہ بھی میں آپ کو بتاتا چلوں کہ یونین ٹیکس کے تحت بدیں ہلاک میں کتنے کنوئیں ہیں کتنی فلیڈز ہیں جہاں پر تیل موجود ہے لیکن ہم اس کو نکال نہیں سکتے بانکانا نہیں چاہتے اگر ہم زیادہ نکالیں گے تو حکومت کو اپنا شیئر explore مکرنا پڑے گا یونین ٹیکس تو اجازت دے گی کہ آپ اپنا تیل بیچیں لیکن یہ ہمارا جو حق ہے جو ۸ ہزار بیرل یومیہ ہمارا ہے اس میں سے دس ہزار حکومت پاکستان کا حق ہے لہذا یہ بہت ضروری

ہے کہ اس طریقے سے ہم فوراً یہ قدم اٹھائیں اس وقت
 We are importing about six millions tons of our refined
 products for our requirements. ہمارے پاس ۳۰ ہزار بیرل کی گنجائش
 ہے جو بدین ملک میں ہمیں available ہو سکتا ہے جس میں سے اس وقت
 ہمیں چار ملن ریل ہے وہ ۱۸ ہزار بیرل ہے جو یونین ٹیکاس سے مل سکتا ہے اٹھ
 ہزار اور جی۔ ڈی سی سے مل رہا ہے اور کتنے کنوئیں میں جو بالکل proven ہیں لیکن
 بدقسمتی ہماری یہ ہے کہ ہم ان کو استعمال نہیں کر سکتے کیونکہ ہماری پلاننگ ناقص
 رہی ہے اور ہم اس کو اب بھی استعمال نہیں کر رہے ہیں اور اپنا قیمتی زرمبادلہ
 ضائع کر رہے ہیں اس لیے میں کہوں گا کہ جب تک ہمارے پاس موجود ہے اور قدرت
 نے ہمیں جس سے نوازا ہے اس کو بھی ہم استعمال نہیں کر پا رہے ایک ریفاٹری
 جس کے لیے ہم کافی عرصے سے سن رہے ہیں

What we call it Lower Sindh Oil Refinery.

جامشورو ہے تھار ہے بدین ہے گولا جی ہے کبھی کیا سختے سمجھ کیا لیکن میں یہ عرض
 کرنا چاہوں گا کہ تھار تو ایک ریفاٹری ہے جہاں پر تیل موجود ہے آج جس دور
 سے ہم گزر رہے ہیں اس میں crude oil کی پروڈکشن بڑھانا اتنا مشکل نہیں
 ہے کیونکہ جو کنوئیں بند پڑے ہیں ان کو آپ چالو کر لیں گے لیکن ریفاٹری کی
 capacity جو ہے وہ پوری دنیا میں اتنی نہیں ہے جو آپ کی ڈیمانڈ کو پورا کر
 سکے اسی وجہ سے refined products کی جو قیمت ہے وہ اس سے زیادہ
 ہے جو دراصل ہونی چاہیے۔ اگر crude oil great matching price کی یہ
 ہے تو ڈیزل کی جو قیمت ہونی چاہیے وہ اس سے زائد ہے۔

because of the scarcity of the refining capacity

جہاں بھی ہم ریفاٹری لگائیں گے وہاں ہم فائدے میں رہیں گے کیونکہ باہر سے ۶۰
 ملین ٹن جو ہم باہر سے منگوا رہے ہیں اور اگر ہم خود یہاں پر صاف کریں گے ایک

[Mr. Abdul Majid Kazi]

تو کوکل لیبر اور کام پر لگ جائے گی پھر ہماری بچت بھی ہو جائے گی اور اگر تیل ہمیں امپورٹ بھی کرنا پڑے تو it will worth it بدین کی ریفرنڈم سے میرے نقطہ نظر سے تیار میں ریفرنڈم لگانا زیادہ موزوں ہوگا۔

آپ اگست ستمبر ۱۹۹۰ء کی قیمتیں ملاحظہ فرمائیں اس حساب سے Internal financial rate of return 34.7% ہے اس پروجیکٹ میں،

internal economic rate of return is 458%

average foreign exchange saving is 61.1 million U.S dollars.

payback period ----- 2 years.

Foreign exchange payback period -----7 months.

ہے۔ اگر ایسے پراجیکٹ کے لیے بھی ہم کچھ نہیں کرتے، تو پھر ہم کیا کریں گے میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ عربی سے محض کاغذوں پر معاملات ہو رہے ہیں ایکٹیک میٹنگ میں کاغذات لگے تو ان پر اعتراضات لگ گئے اور سال چھ مہینے ضائع ہو گئے۔ خدا کے واسطے ان چیزوں پر ذرا غور کریں کہ جو پراجیکٹ اتنا منافع بخش ہے اس کو تو ہم جلدی پروجیس کریں اس refinery project سے آپ کو ۱۶۰۱ ملین ڈالر بچت ہوگی کیا ہمیں یہ چیک نہیں کرنا چاہیے کہ جہاں اگر دو سال pay back period ہے یا فارن ایکسچینج کا سٹ سات مہینے میں واپس کر سکتے ہیں تو کونسا ادارہ آپ کو ایسے پراجیکٹ کے لیے پیسہ نہیں دے گا جس کی ابتدا ہی re-payment period سے ہو جس کا rate of return ہی کئی گنا زیادہ ہے یہ جو میں نے آپ کو بتایا تھا کہ prices بھی کم ہونگی تو کیا فرق پڑے گا اگر آپ کی جو لم ۲ فیصد rate of return ہے وہ ۳۰ فیصد ہو جائے گا ۲۵ فیصد ہو جائے گا۔ اس میں تو کوئی بات ہی نہیں ہے کہ اس پر بحث مباحثہ کریں یا کاغذات اور پر نیچے کریں اس کو تو فوراً ہمیں پاس کر دینا چاہیے اور لگانا چاہیے۔ موجودہ حالات میں مزید ریفرنڈم لگانے کا یہ موزوں وقت ہے یہ میرا آپ

کو مشورہ ہے جس وقت میں یہ بات کر رہا تھا آٹھ ہزار بیرل کی، تو اس وقت جو روایں دواں دوسرا اگیئرمنٹ تھا اس کو ختم کر کے دوسرا اگیئرمنٹ کیا گیا اس کے اوپر اس کا جو اثر پڑا اس کے نتیجے میں ایک سینٹ کیٹی بنی تھی قدرتی وسائل کی اس کیٹی نے اس کے اوپر آٹھ دس مہینے کام کیا۔ بالآخر انہوں نے ایک رپورٹ تیار کی جو سینٹ میں دو سال قبل پیش ہوئی تھی اس میں یہ ثابت کیا گیا کہ غیر ملکی زرمبادلہ میں ۵۰ کروڑ روپے کا نقصان ہوا لیکن آج تک سینٹ میں اس رپورٹ پر بحث نہیں ہوئی تاکہ لوگوں کو یہ پتہ چلے اور حکومت کو بھی کہ اس نے جو قدم اٹھایا اس میں ۵۰ کروڑ کا نقصان ہوا آج میں یہ کہوں گا کہ ۸ ہزار بیرل یو مہ جو آپ برآمد کر رہے ہیں مجبوراً آپ کو یونین ٹیکس اس کو اجازت دینی پڑ رہی تھی یہی وجہ تھی کہ اس وقت جو برآمد ہو رہی تھی اس میں قیمت اتنی زیادہ نہیں تھی اس لئے آپ کو ڈسکاؤنٹ نہیں مل رہا تھا جو آپ ایڈلشئل کاسٹ کو چیک کر سکیں ایک مرتبہ جو غلطی ہو جائے اسے بھگتنا پڑتا ہے لیکن اس قیمت نے ہمیں اس موٹر پر لاکھڑا کیا ہے کہ ہم اگر یہ چیز اپنی جگہ پر چھوڑ دیں اور fludized cracking process بیاں پر introduce کریں تو بہت فائدہ ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے ہمیں جلدی کرنی چاہیئے۔

اس کے علاوہ میں آپ کو یہ عرض کروں کہ آپ اس وقت فرنس ائل یا دوسرے expensive oil جن کے درآمد کے لئے روپیہ بچانے کے لئے حکومت کے نصیے کے مطابق ہم کیس زیادہ استعمال کر رہے ہیں

We are trying to use more and more of gas so that we save the money which we are already using for the import of furnace oil

جناب! اس وقت اگر کوئی بھی ہمارے پاس ایسا پلانٹ ہے جو dual fuel ہے تو وہ ٹھیک ہے اپنا جگہ پر جو خرچہ ہونا تھا وہ تو سوچا لیکن اس وقت میرے خیال سے کوئی ایسا جواز نہیں ہے کہ کوئی بھی پلانٹ جو قدرتی گیس

[Mr. Abdul Majid Kazi]

پرحال رہا ہے اس کو ہم dual fuel پر لائیں اس کی ہم duplicity کریں اس پر کروڑوں روپے خرچ آتا ہے اور اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہمارے ملک کے اندر اتنی سہولتیں ہیں جہاں پر dual fuel system ہے اس ادارے کو اگر گیس اپنی allocation سے میسر نہیں ہے وہاں سے اس کو divert کیا جاسکتا ہے اور جو price differential between the fuel oil, furnace oil, gas کا ہے وہ پیسہ جو ادارہ استعمال کرے گا وہ انکو دے سکتا ہے اس طرح اس کو وہ کروڑوں روپے خرچ کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہمیں غور کرنا چاہیے اور آئندہ کے لئے یہ سوچنا چاہیے کہ اس کو dual fuel system پر لانے کی کیوں ہمیں ضرورت پڑ رہی ہے اس طریقے سے جام شورو پاور پلانٹ ہے تو یہاں اگر گیس ہے تو ہمیں پورا اس کو گیس پر چلانا چاہیے بجائے اس کے کہ we should go on furnace oil فرنس آئل تو جناب ہمیں استعمال کرنا چاہیے جہاں گیس کی موجودگی نہ ہو جہاں پر گیس دستیاب ہے۔ وہاں یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم فرنس آئل پر بھی خرچ کریں اور dual fuel پر بھی خرچ کریں یہ میرے خیال سے غلط ہے۔

دوسری جناب آپ سے یہ عرض ہے۔ آئین کی دفعہ ۱۶۱ جو رائیڈ دی جاتی ہے وہ ہے صرف گیس کے ادھر اسی آرٹیکل کے تحت جو پین بجلی پیدا ہو رہی ہے اس پر رائیڈ ملنی چاہیے ہم سب کو پتہ ہے میں اس کو پڑھ نہیں رہا ہوں ذرا آپ غور فرمائیں کہ ایک تیل کاسٹروں ہے جو تیل کی پیداوار دیتا ہے اور اس سے گیس بھی نکال رہی ہے اس گیس کو اگر آپ flare کرتے ہیں تو اس پر کوئی رائیڈ وغیرہ نہیں مل سکتی۔ قوم کا نقصان ہوتا ہے رائیڈ آپ کی ختم ہو جاتی ہے لیکن اس گیس کو اگر آپ استعمال کرتے ہیں تو اس پر آپ کو رائیڈ ملتی ہے جو اس صوبے کو آپ دیں گے جہاں سے گیس ملتی ہے لیکن جو تیل کی اہم پیداوار پر کوئی رائیڈ آئین کے اندر نہیں دی گئی کیونکہ وہاں لفظ گیس

استعمال کیا گیا ہے اور گیس میں خام تیل کی رائٹٹی شامل نہیں ہے یہ ایک misnomer

ہے جیسے میں نے عرض کیا کہ اصل تو تیل ہے جو اسی کنوئیں سے نکل رہا ہے جس سے گیس نکل رہی ہے ایک چیز کی تو آپ کو رائٹٹی ملے گی لہٰذا گیس کی بہت ہی کم value کی ہے لیکن جو اصل تیل کی پیداوار ہے اس پر آپ کو رائٹٹی نہیں ملے گی اگر آئین میں کوئی ابہام ہے تو اس کو دفعہ کرنا چاہیے گیس کے لفظ کی وضاحت کرنی چاہیے۔

We should use the word autocarbon, or oil or gas. We should put there proper words so that this royalty

should be given. آپ اس کو justify نہیں کر سکتے کہ اسی ایک

کنوئیں سے نکلنے والی ایک چیز پر آپ رائٹٹی دے رہے ہیں اور دوسری پر نہیں دے رہے اس کے علاوہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ضرورت ہے تو دستور میں تبدیلی کر سنی ضرورت نہیں ہے تو تیل کی رائٹٹی آپ کو دینی چاہیے اس کو آپ زیادہ دیر تک نہیں روک سکتے یہ صوبوں کا حق ہے اور یہ انکو ملنا چاہیے۔

میں یہ بھی عرض کر رہا ہوں جس صوبے سے جتنی رقم وصول ہوتی ہے اس کا پاس فنڈ اس صوبے کو ملنا چاہیے باقی جو بچاؤ منصفیہ ہے وہ مرکز کو ملنا چاہیے اور اس کے ساتھ یہ بھی دیکھا جائے کہ کس صوبے کو کیا ملتا ہے آخر آپ جو بعد میں پیسے دیتے ہیں اس طریقے سے آپ اس کو کیوں نہیں دیتے تاکہ ان کو یہ احساس ہو کہ ہمارا اپنا revenue ہمیں واپس مل رہا ہے اور دلیے بھی جس

صوبے سے revenue حاصل ہوتا ہے اسی کا اس پر زیادہ حق ہوتا ہے

کہتے ہیں کہ Charity begins at home اب اس وقت کیا ہو رہا ہے

اب سیل ٹیکس سے اس کی رائٹٹی کیوں نہیں صوبوں کو دی جاتی ہے صوبائی خود مختاری ۱۹۷۳ کے آئین کے تحت ہے اس آئین میں ایک کنکرنٹ لسٹ ہے اس وقت کہا گیا تھا کہ دس سال کے اندر اندر کہ اس لسٹ کے موضوعات ہم صوبوں کو ٹرانسفر کر دیں گے مثلاً زراعت صوبائی موضوع ہے یہ صوبوں کو منتقل کرنا چاہیے

[Mr. Abdul Majid Kazi]

موبائی خود مختاری جو وعدہ کے آئین میں دی گئی ہے اُسے fully implement کرنا چاہیے اور اس پر بھی غور کرنا چاہیے کہ کنکریٹ لسٹ میں وہ موضوعات ہیں وہ in the process of time phasing out programme موبوں کو ٹرانسفر کئے جائیں تاکہ صوبے اپنے قدموں پر کھڑے ہو سکیں پاکستان کی بقا اور سالمیت کے لئے یہ بڑا ضروری ہے جیسے بدن کے سب حصے اگر صحیح سلامت ہیں تو بدن ٹھیک ہوگا فیڈریشن کے جو components ہیں ان کو اگر معاشی لحاظ سے مضبوط کریں گے تو آپ کی پوری اکائیاں build up ہو جائیں گی۔ لہذا ہمیں اپنے صوبوں کو یہ خود مختاری دینی چاہیے اور جتنا ان کو خود کفیل بنائیں گے اتنا ہی بہتر ہے اور اسی میں حکومت پاکستان کی بہتری بھی ہے۔

اس کے علاوہ میں ماحولیات کے بارے میں بھی کچھ عرض کرنا چاہوں گا اگر آپ مشہدوں میں جائیں مثلاً کراچی یا لاہور وغیرہ خصوصاً کراچی کے بندروں پر آپ جائیں تو آپ کا سانس رکنے لگتا ہے۔ اتنی ٹریفک اور بلند عمارت ہیں کہ لمبوں اور ٹرکوں سے جو دھواں نکلتا ہے اس سے آپ کی طبیعت خراب ہو جاتی ہے لیکن ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے ایک دفعہ ایک وفد کے ساتھ مجھے پورا لائی جانے کا اتفاق ہوا وہاں یہ ایک سی این جی کا فرنٹس ہو رہی تھی تو نمائش میں میں نے دیکھا کہ compressed natural gas پر لمبوں کے انجن بنائے گئے ہیں اب اگر لیس میں C.N.G. انجن ڈال دیتے ہیں اور اس میں compressed natural gas بھرنے سے complete combustion ہوتا ہے جو clean ہوتا ہے اس سے دھواں نہیں پیدا ہوتا اس لئے اس وقت ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ باہر سے جو ڈیزل یا دیگر مصنوعات ہمیں منگوانی پڑ رہی ہیں ان کے بدلے ہم اپنی گیس پر انحصار کریں اور زیادہ سے زیادہ اسے استعمال کریں۔ کراچی میں بائیڈروکاربن انسٹیٹیوٹ نے کوئی آٹھ تو سال پہلے ایسے گیس فلنگ سٹیشن بنائے تھے اب چند مہینے پہلے یہاں اسلام آباد میں بنائے گئے ہیں اٹلی میں جا کر دیکھیں وہاں پچھلے تیس چالیس برسوں سے یہ کام ہو رہا ہے اور دوسرے ممالک بھی اس طرف متوجہ اور

ہو رہے ہیں وہ اس میں اتنے ایڈوانس ہو چکے ہیں کہ سی این جی کا ایک کمپریسر پلانٹ ان کے پاس ہے اور ان کے اپنے گھر میں جو گیس آرہی ہے اس کے اوپر گاڑی کو آپ رات کھڑا کر کے لگا دیں صبح تک وہ بھر جائے گی آپ کو کسی سٹیشن پر جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی اور یہ کام جو سو رہا ہے وہ گیس کمپنیوں کے ذریعے ہو رہا ہے ایک پلانٹ لے لیتے ہیں لوگوں کو کرایہ پر بھی دے رہے ہیں ہم اس قسم کی یہ چیزیں کراچی، لاہور اور دیگر بڑے شہروں میں کیوں متعارف نہیں کر سکتے ہم کیوں سی این جی اسٹیشن قائم نہیں کرتے جس طرح پٹرول پمپوں کے لئے اجازت دی جاتی ہے ایسے ہی اسے بھی دیں گے اس کی بھی اجازت دیں کوئی کانفرنس منعقد کر کے لوگوں کو بتایا جائے کہ آپ پٹرول پمپ کی بجائے سی این جی ٹینک سٹیشن قائم کریں تو آپ environmental conditions بھی ٹھیک ہو جائیں گی پہلے شہروں سے شروع کریں اور اس کے بعد آگے بڑھائیں تاکہ آپ کی امپورٹ بھی ہو سکے اور ساتھ ساتھ environmental conditions بھی ٹھیک ہو سکیں۔

مزید برآں جناب یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ بیمار اکیس کلو سیاح کا جو پروگرام بنتا ہے وہ بھی بڑا عجیب ہوتا ہے مثلاً یہ کہ ایک پائپ لائن جو دس پندرہ سال سے چل رہی ہے جو مکلی کے پاس سے گزر رہی ہے اور ٹھٹھہ میمنٹ فیکٹری کو آپ گیس دے رہے ہیں یہ میں نے اس بارے میں سوالات بھی اٹھائے لیکن ابھی تک ٹھٹھہ کے لوگوں کو گیس نہیں ملی وزیر اعظم صاحبہ نے ان سے وعدہ بھی کیا تھا کہ ان کو گیس دی جائے گی اس وقت کیا ہو رہا ہے کہ ٹھٹھہ کے جو ورکرز ہیں وہ تو اس گیس کو استعمال کر رہے تھے لیکن مکلی کی شہری آبادی کو گیس نہیں مل رہی یہ تو ان لوگوں کے ساتھ زیادتی ہے آپ پروجیکٹ بنائیں کتنے پیسے خرچ ہوں گے اور کیا ہو گا اگر اس سوئی گیس کو پشتاد میں استعمال کیا جاسکتا ہے اور کراچی کے لوگ بھی استعمال کر سکتے ہیں گویا پورے ملک میں گیس استعمال کر سکتے ہیں لیکن جہاں سے پائپ لائن گزر رہی ہے وہاں کے لوگوں کو گیس نہیں مل رہی

[Mr. Abdul Majid Kazi]

Right from Makli itself. Thatta is a distt. town gas to them.

میں نے یہ سوالات اٹھائے مگر اوٹ پٹانگ جواب ملے تو میں خاموش ہو گیا جناب دیر کی میں ایک صاحب کی فیکٹری ہے اس کے احاطہ کی جو دیوار ہے جو اس قصبے کی شہری حدود کے اندر ہے اور کچھ انسر لوگ رہتے ہیں وہ اپنے گھروں میں گھسیں جلاتے ہیں لیکن اس دیوار کے پار جو لوگ رہتے ہیں وہاں آج تک گیس نہیں ملی ہے میں پوچھتا ہوں کہ ایسا کیوں ہے وہ جو کہتے ہیں کہ feasibility, Pipeline وغیرہ، تو آپ فیکٹری والوں سے لے کر دے سکتے ہیں اسی طرح آپ کشمور کو دیکھیں اور دیگر شہروں کو بھی دیکھیں ہر جگہ یہ حال ہے میں یہ کہوں گا کہ جہاں سے پائپ لائن گزر رہی ہے ان سب کو گیس دیں۔

اس وقت ہمارے جنگلات کم ہیں ہمیں پتہ ہے کہ یہ بڑی تیزی سے کم ہوتے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے ماحولی اثرات خراب ہو رہے ہیں اس وقت تو ایک طرف تو آپ یہ دیکھیں کہ جلانے کی لکڑی جا کر ختم ہیں اتنے میں ایک زمیندار کو جو گنے کا پیسہ مل رہا ہے اس سے زیادہ اسے فارن ایکسیچ فریج کرنا پڑ رہا ہے یہ بھی ایک بات ہے شوگر کو دیکھیں یہ آسمان سے باتیں کر رہی ہے یہ چیز ہمیں ہے کہ آپ نے امدادی قیمت دے دی آپ نے شوگر کو کنٹرول نہیں کیا اب جو matching price ہے وہ تو 22، 23، 24 روپے ہونی چاہیئے جس قیمت پر شوگر بک رہی ہے وہ 24، 25 روپے ہونی چاہیئے لیکن گنا 16 یا 17 روپے میں مل رہا ہے تو اس طرف ہمیں توجہ دینی چاہیئے اگر آپ اس وقت فیکٹری کی قیمت اور گنے کی قیمت ایک کر رہے ہیں تو میرا خیال ہے اس پر بھی غور کرنا چاہیئے اور گنے کی قیمت کو بھی بڑھانا چاہیئے۔

یہ میری معروضات گیس کے متعلق تھیں اب میں بجلی کے متعلق کچھ عرض کروں گا جناب والا! ہمارے ہاں انرجی کا بڑا فقدان ہے اور ہمارے پاس بجلی کی شدید قلت ہے۔

لوڈ شیڈنگ اور بہت ساری چیزیں ہوتی رہتی ہیں اس ضمن میں پہلے جو سہولت ہمارے پاس موجود ہے اس کو زیادہ سے زیادہ بڑھانا چاہیے جو ہمارے بس میں ہے اس کے لئے ہم کچھ کوشش کریں اس کے ساتھ ساتھ نئے پراجیکٹ بنانے کے بارے میں بھی سوچیں اس کے لئے مناسب منصوبہ بندی ہونی چاہیے اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ losses system کو ختم کیا جائے اس ضمن میں ہمارے معزز دوست سید منظر علی نے ۱۹ مارچ ۱۹۵۹ء کو ایوان میں سوال کیا تھا جس میں انہوں نے پوچھا تھا کہ transmission power losses اور جتنی قسم کے losses ہیں ملک میں ان کی شرح کیا ہے یہ شرح جناب پاکستان میں 25 فیصد ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو بھی ہم بجلی پیدا کر رہے ہیں اس کا ایک حصہ ہمارے پاس نہیں ہے that is zero value اس کا مطلب یہ کہ ہم بجلی تو پیدا کر چکے ہیں لیکن صارفین تک اسے ہم نہیں پہنچا سکے یہ ہے ہمارا 25 فیصد اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ یہ سمجھ لیں کہ جو بھی بجلی پیدا کرنے پر آپ کا خرچہ ہو رہا ہے ۱2 سو میگاواٹ کے اوپر آپ کا سولہ بلین کا خرچہ آ رہا ہے اگر آپ 5 ہزار میگاواٹ کر رہے ہیں تو 25 فیصد 15 بلین سے 2۰ بلین تک ہماری سرمایہ کاری ہے لیکن جو اس سے revenue مل رہا ہے اس سے فائدہ نہیں ہو رہا۔ جب کہ دوسرے ممالک جیسے مشرقی جرمنی 8۰.85 امریکہ میں 6۰-87 برطانیہ میں 6۰:۵۶ فرانس میں 6۰.2 نقصان کی شرح ہے سپر کنڈکٹر کی جو بات میں نے کی تھی اگر یہ تجربہ کامیاب ہوتا ہے یہ نقصان کم ہو کر صفر رہ جاتا ہے تقریباً آپ کے نقصانات ختم ہو جاتے ہیں جیسے میں نے آپ کو بتایا کہ اندیانا اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا ہے اور اس کا انہی تین ممالک میں نام آتا ہے جنہوں نے اس پر کام کیا ہے کیا ہم لوگ نہیں کر سکتے کیا ہم لوگوں کو اس کی ضرورت نہیں ہے ہمیں تو ہر ایک چیز کو بچانا چاہیے۔

جناب اس میں ہر قسم کی چوری بے نقصانات میں ایک بڑا عنصر چوری کا بھی ہے جس سے نہ واپڈا اذکار کر سکتا ہے اور نہ کوئی اور اس سے

[Mr. Abdul Majid Kazi]

انکار کر سکتا ہے پوری کو ہم کنٹرول کرنا چاہیں تو اچھی طرح کر سکتے ہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ یہ کنٹرول نہ ہو سکے جن فیڈز پر بجلی ہم جن گھروں اور جن صنعتوں کو دے رہے ہیں اگر ہم انکو individually maintain کر سکیں کہ ہم نے کتنی بجلی اس لائن سے گزاری ہے اور کتنی بھاری billing ہوئی ہے تو اس موازنے نقصان کا پتہ چل سکتا ہے۔ اب 25 فیصد کی آڑ میں جتنا چاہے نقصان دکھا دیں جس وقت ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ لائن ناقص ہے یا اس کی کنڈکٹرز ہمیں تبدیل کرنا ہے تو اس کے لئے ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ جو ہم نے بجلی پیدا کی ہے وہ ہمیں کاس کی پیداواری لاگت کیا ہے اور ہمارا loss اس پر بے شمار ہو گا جس پر ہم نے اسے sale کیا ہے یا produce کر چکے اگر ہم نے وہ پیسے میں produce کی ہے اور ہم دو روپے میں بیچ رہے ہیں تو ہمارا loss دو روپیہ ہے اس لیے جتنے یونٹس ہمارے ضائع ہو رہے ہیں وہ دو روپے کے حساب سے دیکھ لیں کہ ایک سال میں آپ کتنا خسارہ برداشت کر رہے ہیں اگر آپ نے تین یا چار سال تک کر لیا ہے تو اس سکیم کے تحت وہ تین سال میں آپ کو واپس مل جائے گا اس طریقے سے سوچنا چاہیے اگر اس کی ہم پرواہ نہ کریں اور ہمیں کہ اور لگاؤ اور لگاؤ بے شک لگاؤ ہم کو انکار نہیں لیکن ہمارا فی کس مصرف سب سے کم lowest کیوں ہے بہت سارے علاقوں میں تو بجلی ہے ہی نہیں لیکن جہاں تک شہروں میں تعلق ہے ایسے لگتا ہے کہ مثلاً لاہور ہمارے پاس بہت وسائل ہیں۔ ہم کسی سے کم نہیں ہیں یہاں پر ایک disparity ہے دیہاتوں میں ایک بلب جلانے کے لیے بھی بجلی نہیں لیکن جو شہر، ایسے مثلاً اللہ ان کو اگر ترقی یافتہ ممالک کے شہروں سے compare کریں تو معلوم ہو گا کہ ہم کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ ہماری average ضرورت کم ہے کیونکہ ایک کثیر آبادی اس نعمت سے محروم ہے اس کے علاوہ میں ایک اور چیز آپ کو بتاؤں گا جس پر کافی کام ہو رہا ہے وہ improvement of power sector پر توجہ دیں اگر ہم اس کو

ان پوائنٹس پر بہتر بنائیں تو اس پر ہمارا total impact بہت زیادہ ہوگا۔ اس لیے آپ توجہ دیں اور improvement of power کریں یہ سب conservation method ہیں اور اس پر انیس جو بھی خرچہ کرنا پڑے اس میں ہم دیکھیں کہ تین سال یا پانچ سال ہمارا pay back period ہو سکتا ہے۔ اس قسم کی سیکم لے کر میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں آپ کسی ادارے کے پاس جائیں کہ ہمارا تین سال یا پانچ سال کا pay back period سے تو وہ بہت مہنی خوشی آپ کو پیسے دینے کے لیے تیار ہوگا۔ دوسرے کسی پراجیکٹ کے لیے آپ کو دے یا نہ دے لیکن چونکہ یہ ایسا پراجیکٹ ہے جس کے لیے آپ کو ضرور پیسہ دے گا۔ اب یہ یقین کرنا ہے کہ پانچ سال میں pay back period ملے گا یا تین سال میں ملے گا اس قسم کی آپ چیزیں لے جائیں ان areas کو آپ improve کریں تو اس سے ہمیں کافی فائدہ ہو جائے گا۔

جناب میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ موجودہ حالات کے تحت یا جو کچھ بھی دنیا بھر میں ہو رہا ہے ہمیں نیوکلیئر پاور کے لیے کوشش کرنی چاہیے نیوکلیئر پاور کے لیے میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ یہ ہمیں سارا سال دستیاب ہو سکتی ہے ہماری جو ضرورت ہے اس کو میں نے study کیا ہے کیٹی کے ایلاس میں واٹر کی طرف سے ہمیں جو ریکارڈ دیا گیا تھا اس کے مطابق ہماری پہلی کی کیفیت سال بھر میں کم و بیش ایک جی جیسی رہتی ہے۔ چند مہینوں میں پانچ دس فیصد کا فرق پڑتا ہے ورنہ کم و بیش وہی رہتی ہے اس لیے وہ ہمیں sources چاہیں جو سال بھر دستیاب ہوں چونکہ نیوکلیئر پاور سال بھر دستیاب رہتی ہے اس لیے میں ترجیح اس کو دے رہا ہوں ہمیں نیوکلیئر پلانٹ حاصل کرنے کے لیے کچھ کرنا چاہیے یہ کوئی ایسا مشکل بھی نہیں ہے کہ ہم بیان پر نہ بنا سکیں اس کے لیے بھی ہمیں industrialisation کرنی چاہیے یہ ٹیکنالوجی ہمیں لینی چاہیے جیسے تین سو میگا واٹ کا پلانٹ کی چین نے ہمیں پیش کش کی ہے جس کے متعلق غالباً معاہدہ بھی ہو چکا ہے اسی طرح شاید فرانس

[Mr. Abdul Majid Kazi]

سے بھی ۹۰۰ میگاواٹ کے پلانٹ کی بات چل رہی ہے یہیں پوری طرح سے کوشش کرنی چاہیے جو بھی commitments میں ہیں۔ ان کو ہمیں implement کر کے یہ بارہ سو میگاواٹ بجلی حاصل کرنی چاہیے اور اس کے ساتھ ساتھ ہمیں ان سے نیوکلیئر پاور پلانٹوں کے لیے بات کرنی چاہیے اب کچھ ایسے ممالک بھی ہیں جن کے پاس ۷۰ فیصد نیوکلیئر پاور ہے آپ فرانس کو بھی دیکھ لیں۔ ان کی ۷۰ یا ۸۰ فیصد پاور نیوکلیئر ہے اس لیے ہمیں نیوکلیئر پاور کی طرف توجہ دینی چاہیے۔

ہم ہائیڈل پاور کے متعلق سوچتے ہیں تو اس میں بنیادی چیز یہ ہے کہ موسم سرما اور گرما کے دوران ہماری پاور پروڈکشن ایک جیسی نہیں رہتی ہمیں بتایا جاتا ہے کہ hydel power کے حصول کے لیے کالا باغ ڈیم بنائیں گے تو یہ پروڈکشن ختم ہو جائے گی میں سوچتا ہوں کہ پروڈکشن تک ختم کیسے ہوگی۔ آپ موسم گرما میں تو بجلی دے دیں گے کیونکہ زیادہ پیدا ہوتی ہے لیکن موسم سرما میں بجلی کی اتنی پیداوار دستیاب نہیں ہوتی تو پروڈکشن تک ختم ہوگی ختم تو نہیں ہو سکتی بلکہ اس کے برعکس بڑھے گی لیکن ایک بات ہے جسے سمجھنے کی کوئی کوشش نہیں کرتا میں مجھی طور پر ہائیڈل پاور کی بات کر رہا ہوں۔ یہ رہا ہے کہ موسم سرما اگر ۷۰ فیصد بجلی کی پیداوار کم ہو جاتی ہے خواہ آپ پانچ دس فیصد کا فرق ہی لے لیں جو سال بھر میں ہوتا ہے تو ہمیں لوگوں کو بے وقوف نہیں بنانا چاہیے اور کایا مہینے دے کر چار مہینے پروڈکشن تک رسائی جب بھی آپ کو ہائیڈل پاور پراجیکٹ بنائیں تو اس کی سچائی سال بھر کے لیے دستیاب رہتی ہوگی چاہیے جو ۵۰ فیصد کی کمی کا مسئلہ ہے اگرچہ ہمیں سو میگاواٹ کا ہمیں کوئی پراجیکٹ بنانا ہے تو بارہ سو میگاواٹ کا قہرل ہونا چاہیے اس کی جولا گت ہے وہ اس ہائیڈل پراجیکٹ کے ساتھ آپ کو منسلک کرنی پڑے گی یعنی اس کے ساتھ add کرنی پڑے گی پھر آپ کو جو available data ہوگا اسی پر work out کرنا پڑے گا کہ اس کی cost of generation کیا ہے آپ اس کو چھ مہینے

جلا میں آٹھ مہینے چلا میں اس وقت آپ کے پاس پہلی priority یہ سونے کی جالی ہے
 کہ مائڈل پراجیکٹ کو چلا میں لیکن جہاں پر Hydel power کم ہو جاتی ہے وہاں
 آپ کو اس دوسرے پلانٹ کو ساتھ لانا پڑے گا اس ضمن میں جب میں نے سینٹ
 میں سوال کیا تھا کہ جناب اس وقت آپ جو یہ پلاننگ کر رہے ہیں اس پر آپ
 کی جو کاسٹ آئے گی وہ آپ سے اس میں شامل کی ہے یا نہیں اور اس کے ساتھ
 اس کی پیداواری لاگت کیا آئے گی ریٹ آف ریٹرن کیا ہوگا اور available data
 کیا ہوگا جواب کیا ملتا ہے کہ اس کی کاسٹ تو تقریباً ۱۶ ملین ہوگی اس کی پیداواری لاگت
 ۲۷ پیسے ہوگی لیکن ڈیٹا کی نایابی کی بنا پر ہم آپ کے اس سوال کا جواب نہیں دے سکتے
 کہ ریٹ آف ریٹرن کیا ہوگا چھ مہینے کے بعد یا تین مہینے کے بعد میں نے پھر اس سوال کو
 دہرایا پھر مجھے وہی جواب ملا اگر ہم اس قسم کے پراجیکٹ قوم کے سامنے یا سینٹ کے
 سامنے لے آئیں گے تو وہ کون سی چیز ہے یا کون سی انفارمیشن ہے اور کونسا ڈیٹا ہے جو
 آپ کو نہیں مل سکتا۔ میں کون سا ایسا سوال خاص پوچھ بیٹھا تھا کون سی میں نے غلطی کی
 تھی کہ مجھے اس کا جواب نہیں ملا۔ اس قسم کے جب جوابات نہیں آئیں گے تو
 ہمارے دل میں کیا خدشات پیدا ہوں گے۔ آپ جب کوئی پراجیکٹ بناتے ہیں تو
 it should be open record ہم جو انفارمیشن مانگتے ہیں وہ ہمیں ملنی چاہیے
 تاکہ ہم اس کو assess کر سکیں لیکن ایسا نہیں ہو رہا ہے میں نے دو
 کوشش کی لیکن مطلوبہ انفارمیشن نہیں ملی اب میں کتنی مرتبہ سوال کروں چھ مہینے کے اندر
 ڈیٹا پھر بھی نہیں ملا۔ ڈیٹا کی نایابی کے باوجود آپ ایک پراجیکٹ بنانے چلے
 ہیں یہ تو بنیادی چیز ہے اس کی نایابی کے باوجود آپ دعویٰ کر رہے ہیں کہ ان
 پراجیکٹس پر عمل کرتے سے لوڈ شیڈنگ ختم ہو جائے گی لوڈ شیڈنگ تو اور
 بڑھے گی کم نہیں ہوگی۔

میں یہ عرض کروں گا کہ اگر ہمیں hydel power کی طرف توجہ دینا ہے تو
 سب سے پہلے ہمیں یہ کرنا چاہیے کہ run of the rivers پر جو پراجیکٹس

[Mr. Abdul Majid Kazi]

چل سکتے ہیں انہیں ترجیحی بنیادوں پر لینا چاہیے۔ run of the rivers کے جو projects ہیں وہ دریا کے سندھ اور جہلم پر سترہ ہزار میگاواٹ کے identified projects ہیں جن کا واٹر پاور کے باقاعدہ published papers کے اندر حوالہ موجود ہے ہر ایک پاور سٹیشن کے متعلق بتایا گیا ہے کہ اس سٹیشن کی اتنی capacity ہے میرے پاس وہ سب چیزیں موجود ہیں اصل مطلب یہ ہے کہ run of the river پراجیکٹ کے لئے آپ کو کوئی پانی ذخیرہ نہیں کرنا پڑتا۔ natural falls کو آپ استعمال کر سکتے ہیں ایک ڈیم بنا کر آپ کو ایک fall create کرنا پڑتا ہے تاکہ پانی گرے اور انرجی ٹرانسفر ہو کر آپ کی ٹربائن چلے۔ run of the river میں وہ چیز قدرتی طور پر موجود ہے اور آپ اسے استعمال کر سکتے ہیں اس کی جو کاسٹ دی گئی ہے وہ بھی زیادہ نہیں ہے۔

جناب میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے run of the rivers منصوبوں سے سترہ ہزار میگاواٹ کا جو potential available ہے اس کو فوراً develop کرنا چاہیئے مثلاً بنجی پراجیکٹ ہے یا تھا کوٹ ہے یا داسو ہے یا کنہار ہے یا جہلم دریا کے اوپر ہے جس سے سترہ ہزار میگاواٹ بجلی ہمیں مل جائے گی۔ سترہ ہزار میگاواٹ کوئی چھوٹی چیز تو نہیں ہے اور اس وقت ہم کالا باغ ڈیم میں پھنسے ہوئے ہیں جو آپ کو 24 ہزار میگاواٹ دے گا جو بڑھ کر 36000 میگاواٹ ہو جائے گا۔ جہاں سترہ ہزار میگاواٹ کا potential موجود ہے اور identified ہے اس طرف تو آپ دیکھنے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں جس پر کوئی اختلاف بھی نہیں ہے کوئی صوبہ آپ کو نہیں کہہ سکتا کہ جناب بجلی پیدا نہ کر سی اس لیے ہمیں ترجیحات مقرر کرنے میں حقیقت پسند ہونا چاہیئے ہم سب مانتے ہیں کہ بجلی کی کمی کا مسئلہ ہے اس کو حل کرنے کے لئے ہمیں اس مذکورہ سکیم پر منصوبے پر عمل کرنا چاہیئے ساتھ ساتھ اس کا matching جتنا بھی ہم پیدا کر رہے ہیں یعنی 50 فیصد ہائیڈرو الیکٹرک کے علاوہ تھرمل پاور ہمارے پاس ہونی چاہیئے تاکہ سال بھر لوڈ شیڈنگ سے ہم

بچ سکیں

جناب میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمارے پاس منگلا ڈیم ہے اس میں مزید پیداوار کی گنجائش بڑھائی جاسکتی ہے تربیلا پر تو ہمارا structure بنا ہوا ہے اس کو ہم مینٹا جلدی ہو سکے optimise کریں اور منگلا ڈیم کی مکمل پیداوار کی گنجائش سے فائدہ اٹھائیں اس کے علاوہ حوسارے بیراج ہیں یا نہری falls ہیں ان سے فائدہ اٹھائیں اب تو یہ ٹیکنالوجی چین میں بھی استعمال ہو رہی ہے بجلی کی پیداوار کے لیے low head hydrel turbine بھی استعمال ہو سکتی ہے ہمیں ان کا بھی استعمال کرنا چاہیے اور یہ بڑا ضروری ہے اس کے علاوہ جناب یہ بھی ہے کہ ہمارے پاس indigenous coal بھی available ہے لاٹھرا میں ہے فونڈا میں بہت سارا available ہے لاٹھرا احمد پور ۵۰ میگا واٹ کے ۳ جنرٹریں instal ہونے چاہئیں۔ جناب اس علاقے سے میرا واسطہ ہے اس پر اب کام تو بے شک ہو رہا ہے لیکن ابھی تک مجھے یہ پتہ نہیں چلا کہ یہ کون کون کہاں سے ملے گا جس سے یہ پاور پلانٹ چل سکے گا حکومت کو آپ کے توسط سے میری درخواست صرف یہ ہوگی کہ یہ ضرور ensure کیا جائے کہ جب یہ پلانٹ لگ جائے تو کم از کم اس کے availability یقینی ہو الیسا نہ ہو کہ پلانٹ لگالیا جائے اور کون کون دستیاب نہ ہو سکے اور ہمارا پیسہ ضائع ہو جائے ہم اس کو آگے نہ چلا سکیں حالانکہ یہاں پر بہت سارا potential موجود ہے اور ہم اور بھی پلانٹ لگا سکتے ہیں لہذا یہ میری درخواست ہوگی کہ کوئلے کی development کے لئے ترجیحی بنیاد پر کوشش کرنی چاہیے تاکہ ہم اس power generation plant کو چلا سکیں۔

جناب! جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا کہ جب میں نے کال ڈیم باغ کے لیے سوال پوچھا تھا کہ جناب ہمیں کاسٹ بتائیں rate of return بتائیں جس کا جواب مجھے یہ ملا کہ کبھی آپ نے تھرمل پاور کی percentage نہیں نکالی جب میں نے پوچھا کہ آپ نے تو کہا ہے کہ پانی کی availability ہے اور آپ نے تو

[Mr. Abdul Majid Kazi]

study مکمل کر لی ہے آپ مجھے یہ بتائیں کہ کیا کوئی scientific study ہوئی ہے کہ کتنا پانی سمندر میں جانا چاہیے تاکہ intrusion نہ ہو اور environmental impact خراب نہ ہو تو مجھے بتایا گیا کہ جی کوئی بھی study نہیں کی گئی ہے اگر اس قسم کی study نہیں کی گئی ہے تو پھر ہم نے کیا study کی ہے اس study کی بہت ضرورت ہے اور یہ ہوئی چاہیے۔

جناب والا! انہوں نے water management resources committee

کی رپورٹ کو اپنا base بنایا ہے جو National Commission on Agriculture کی ذیلی کمیٹی تھی اب اس کمیٹی نے رپورٹ بنا کر دی جس میں availability of water کے متعلق divided opinion تھی یعنی اس کے دو versions تھے اب یہ کمیٹی کی رپورٹ National Commission on Agriculture کے پاس جانی تھی کیونکہ یہ کمیٹی اس کی بنائی ہوئی تھی تو جب National Commission on Agriculture کے پاس یہ رپورٹ گئی تو انہوں نے بالکل واضح طور پر یہ کہا۔

there are divergent views on the quantity of water available for the purposes of development.

انہوں نے ان دو مختلف opinions کو تسلیم نہیں کیا انہوں نے کہا پانی کی availability کے متعلق divergent views ہیں ہم نہیں کہہ سکتے کہ کتنا پانی دستیاب ہو گا تو جناب National Commission on Agriculture response اس پر میں نے ایک Article لکھا تھا جو Pakistan Engineering Council طرف سے واپڈ اکو بھی بھیجا گیا تھا اور اس کے جواب میں واپڈ ان سے یہ لکھا تھا پانی کی availability کے aspect پر for months together debates are going on and the difference between the figures 21 mf and 29 27 mf could not be narrowed down.

اب جب واٹر ان خود یہ مان رہا ہے کہ یہ gap narrow down نہیں ہو سکا ہے تو اس کا مطلب ہے ان کی submission میں کوئی دزن ہے اس لئے اس وقت یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ پانی available ہے میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ پانی کی availability کا جو معاملہ ہے اس کو ہمیں اچھی طرح دیکھنا چاہئے اس سے پہلے کہ ہم اس چکر میں پڑیں جب میں اُن سے پوچھتا ہوں آپ filling period رہے ہیں ۲ جولائی سے لیکر ۲۴ ستمبر تک کہ اس عرصے میں یہ کالا باغ ڈیم بھرے گا۔ ساتھ ساتھ آپ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ اس عرصہ میں تربیلا ڈیم نہیں بھرے گا تو کالا باغ ڈیم کیسے بھرے گا میں نے سوال کیا کہ جناب مجھے dates بتائیں کہ جب سے یہ تربیلا ڈیم چل رہا ہے ہر سال دھک بھرا ہے۔ اور کب خالی ہوا ہے جناب ۵ اگست سے پہلے کبھی وہ ڈیم نہیں بھرا ہے اگر ۵ اگست سے پہلے نہیں بھرا ہے تو ۲ جولائی سے آپ کس طریقے سے بھر رہے ہیں وہ بھی ہمیں بتا دیں اس کے بعد ایسا بھی سال آیا کہ ۵ ستمبر کو depletion شروع ہوگئی depletion تب شروع ہوتی ہے جب آپ کا inflow کم ہو جاتا ہے اور demand زیادہ ہو جاتی ہے جب ۵ ستمبر سے آپ deplete کرنا شروع کر دیں گے تو ۲۰ ستمبر تک آپ کیسے بھر رہے گے ایسے ہی مفروضوں پر آپ کوئی پروجیکٹ بنائیں گے تو اربے ہاؤس یہ اس کے اندر غرض ہو گا یہ خدشات political خدشات نہیں ہیں یہ technical چیزیں ہیں۔ اس کے علاوہ میں آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ چشمہ رائٹ بینک کینال کے لئے میں نے سوال پوچھا تھا کہ آپ مجھے بتا دیں کہ یہ technically feasible ہے یا not۔ تو جواب ملا ہے ”جی نہیں“۔ not is extremely expansive and technically not feasible۔ جناب یہ technically اور economically feasible نہیں ہے پھر جب واٹر ان نے یہ ایک آرٹیکل میں لکھا کہ

It is premature to make any projection of water availability for these canals.

[Mr. Abdul Majid Kazi]

ایک طرف تو آپ یہ کہتے ہیں دوسری طرف جب سینٹ کو کالا باغ ڈیم کے متعلق ایک کتاب دی جاتی جس میں بتا رہے ہیں کہ ہم ان نہروں کے لیے خریف میں اور ربیع میں آنا پانی دیں گے، ابھی چند دن پہلے میری واپڈا کے ساتھ میٹنگ ہوئی تو میں نے ان سے پوچھا کہ جناب آپ یہ تو بتا دیں کہ یہ اسٹ بنک کینال کی جو studies ہو رہی ہیں یہ کس کھاتے میں ہو رہی ہیں کیوں ہو رہی ہیں آپ کے وزیر نے تو وضاحت کے ساتھ سینٹ میں یہ جواب دیا ہے تو وہ سننے لگے کہ جناب ہماری رائے تو یہی ہے کہ یہ technically feasible نہیں ہے لیکن یہ ہمیں کرنا پڑ رہا ہے کیوں کرنا پڑ رہا ہے اس لیے کہ پیسہ صوبائی حکومت دے رہی ہے صوبائی حکومت کے پاس زیادہ پیسہ ہے اور وہ پیسہ دے رہی ہے آپ کا یہ جو صحیح فیصلہ ہے آپ ان کو بتا دیں تو کون کو آپ کیوں گمراہ کر رہے ہیں ادھر کہتے ہیں کہ

It is premature to make projection of water availability
adھر آپ کہتے ہیں technically feasible نہیں ہے economically viable نہیں ہے اور پھر بھی اس کے اوپر اخراجات ہو رہے ہیں بہار جو پنجاب کے بھائی ہیں وہ اس خیال میں ہیں کہ چلے یہ کینال بنے گی تو ہمیں پانی ملے گا کم از کم ہم سے یہ کیوں اس طریقے سے باتیں کر رہے ہیں ہم سے کھل کر بات کریں کہ پانی available نہیں ہے اور یہ خدشہ ہے کہ یہ کینال ہمیں چل سکتی ہے جب پروجیکٹ شروع ہوا تو کوئی اس قسم کی بات نہیں تھی اس کا پی سی I آپ منگوا کر دیکھ لیں اس قسم کی کوئی چیز اس میں نہیں تھی تو یہ developments ہو رہی ہیں جس طریقے سے یہ کیس handle ہو رہا ہے میں نہیں سمجھتا ہوں کہ technically کوئی بھی اس کو approve کرے گا اگر آپ ان کے اور میرے بیانات یا اور بھی جو data or record ہے کسی عالمی شہرت کے غیر جانبدار ماہر کے سامنے رکھ دیں تو میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ اس کو technical grounds کے اوپر ناقص سمجھے گا لیکن جیسا کہ میں نے آپ سے عرض کیا کہ پاور کی بجائے پاس کمی ہے اگر ہائیڈرو پاور جنریشن پر ہمیں

جا رہا ہے تو we should go on the run of the river projects.

اس کے بعد water apportionment کا مسئلہ ہے وہ ابھی تک حل ہونا

باقی ہے جب تک یہ water apportionment کا تصفیہ نہیں ہو جاتا آپ آگے

بڑھ رہے ہیں کتنے آپ کا لا باغ ڈیم بنانے کا سوچ رہے ہیں کتنے اکوڑے ہیں اس کو ایک ایسی مسئلہ نہیں بنانا چاہیے جس طرح پوری

سنبھالنے کے ساتھ ہمیں اس کو handle کرنا چاہیے اور جناب ایک خاص بات یہ ہے

کہ اس کی environmental impact study کے لئے ورلڈ بینک نے کہا ہے

کہ جب کبھی آپ کسی ادارے کے پاس پیسوں کے لئے جائیں گے تو یہ study

آپ کو دیا جائے گا پھر اس کو اب میں آپ کو یہ بھی بتا دوں جناب کہ کوئی

proper study of environmental impact کے بارے میں نہیں ہوئی

جناب اربوں، کروڑوں روپیہ خرچ ہو چکا ہے واپٹا دالے کہتے ہیں کہ کل آرڈر دیں

ہم اٹھا کر order place کر سکتے ہیں تو جو چیزیں میں نے آپ کو بتائی ہیں یہ سب

ٹیکنیکل ہیں اس کا تو کوئی جواب نہیں ہے جب انہوں نے اتنا خرچہ کر دیا ہے تو آخر

دہ کیا جاتے ہیں ورلڈ بینک ان کو کہتا ہے کہ یہ environmental impact study

پہلے ہمیں دیں تو اس کے بعد آپ قرضے کی بات کریں تو یہ چیز آپ کو سوجھنی چاہیے۔

اب جناب water apportionment کی بات چل چکی ہے تو میں اس

پر مزید غور و خوض کرنا چاہوں گا میں سمجھتا ہوں آپ بڑے معنی خیز انداز میں دیکھ رہے

ہیں لیکن جناب میں مجبور ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے کچھ نقصان نہیں ہوگا

اگر فائدہ نہ بھی ہو۔

جناب ڈیپٹی چیئرمین : فائدہ ضرور ہوگا، آپ کی ساری باتیں ٹیکنیکل تھیں اگر ان کو

سمجھا جائے تو ان سے کافی فائدہ ہو سکتا ہے۔

جناب عبدالمجید قاضی : جناب، میں اب لمبی چوڑی چیزیں نہیں بتاؤں گا لیکن میں

یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ irrigation کو اگر آپ دیکھیں Its history starts

from as back as Moenjudaro اس زمانے میں دریاؤں کے نزدیک

[Mr. Abdul Majid Kazi]

جو زمینیں قیس وہی آباد ہوتی تھیں جہاں پانی rise کرتا تھا وہ پانی لوگ کاشتکاری کے لیے استعمال کرتے تھے پانی کم ہوتا تھا تو استعمال نہیں کرتے تھے اس کے بعد ۱۹۳۵ء میں پنجاب حکومت نے یہ campaign شروع کیا کہ ان کا جو canal system ہے اس میں پانی کم آ رہا ہے پنجاب گورنمنٹ نے خیر پور اسٹیٹ اور بہاول پور اسٹیٹ کے بارے میں ایک سٹڈی رپورٹ بنوائی انہوں نے سکھر بیراج کو allocation دی اور ساتھ ساتھ فضل کنیال کے لیے بھی allocation دی۔ حویلی، پنجند ستلج و ہلی وغیرہ کے لیے انہوں نے یہ allocation دی۔ اس کے بعد ۱۹۴۹ء میں پنجاب حکومت نے ایک تجویز دی کہ وہ بحسہ ڈیم بنانا چاہتے ہیں سندھ نے اس پر اعتراض کیا کہ جناب اگر آپ ڈیم بنائیں گے تو جو ہماری نہریں ہیں ان میں پانی کی سطح کم ہو جائے گی نتیجہ یہ ہوگا کہ اس سے ہمیں نقصان ہوگا اور ہم اپنی فصلیں کاشت نہیں کر سکیں گے اس پر ایک راول کشین بنا اور ان کو یہ کہا گیا کہ آپ اس چیز کو دیکھیں اور انہوں نے جب فیصلہ کیا کہ ہاں اس ڈیم کے بننے سے لازمی چیز ہے کہ سندھ کو نقصان پہنچے گا تو اس کے بعد ایک کمیٹی میں پنجاب اور سندھ کے چیف انجینئرز صاحبان نے technical issues پر بات چیت کی۔ کافی عرصہ چلی ان کو ایک تاریخ دن گئی تھی کہ یکم اکتوبر تک آپ کو یہ فیصلہ دینا ہے ۸ تا ۱۲ تاریخ تک انہوں نے negotiate کر کے ٹیکنیکل الشوز پر ایک فیصلہ دیا۔ اس کی ایک خاص خوبی یہ ہے کہ Sir Clard کی موجودگی سے انہوں نے یہ تاثر اٹھایا کہ اس کا سکوپ پوری انڈس بیسن سسٹم پر apportionment of water کر دیا معاملہ پنجاب اور سندھ کا تھا لیکن انہوں نے پنجاب راوی جہلم ستلج جتنا بھی ہے یہ تقسیم بند سے قبل کی بات ہے اس میں سب کو شامل کر لیا انہوں نے جو agreement دیا کہ اس کا allocation کیا ہو سکا آج کا کیا ہو رہا ہے۔ مستقبل میں کیا ڈو میٹنٹ ہوگی انہوں نے ہمیں ایک مکمل قسم کا کوڈ دے دیا جو چیز آپ anticipate کر سکتے ہیں

They just gave us a complete code of things.

یہ steps آپ کے ہیں جو یہی آپ کا پرابلم ہے۔۔۔۔۔

جناب وطنی چیئرمین: پلیز اعجاز جتوئی صاحب، حمید صاحب اپنی سیٹ پر آپ تشریف لے جائیں اس لیے کہ کافی disturbance ہو رہی ہے اور میں کافی دیر سے نوٹ کر رہا ہوں آپ ایسا نہ کریں تو مہربانی ہوگی۔

جناب عبدالحمید قاضی: یہ ایگریمنٹ پورے انڈس بیسن شیرنگ سسٹم کا ہے میں اس کی زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہوں گا لیکن سید پیر ابراہیم پنجاب کا سیکرٹری تھا۔ انہوں نے یہ کہا

It has been the finest agreement - fairest agreement as far as the water is concerned.

اس کے بعد ۱۹۵۵ء میں جب انڈیا کے ساتھ ہمارا dispute شروع ہو گیا تھا اور ہم اس کے ساتھ Indus Water Treaty کا معاملہ طے کر رہے تھے تو یہ ایگریمنٹ ہی اس کی بنیاد تھا۔

جس کی allocations وغیرہ ہم نے ان کو تہائی تھی اور جس کی وجہ سے ہم نے وہ پانی کا حق پوری طرح استعمال کیا میں نے ۱۹۸۱ء میں سوال پوچھا تھا۔

What are the allocations of Taunsa, Guddu and Kotri Barrages? Sir, these Kotri, Guddu, and Taunsa Barrages are product of that agreement.

اتوں نے بتایا کہ یہ پانی اس اس طریقے سے تقسیم کر سکتے ہیں اور آج بھی ان کی allocation وہی ہے جو اس وقت ہوئی تھی اور آج تک اس میں کوئی کمی بیشی نہیں آئی جب میں نے ۸۸ء میں پوچھا کہ ان کو جو allocation ملی ہے وہ پنجاب agreement کے تحت ملی ہے فصل اکبر کی رپورٹ آپ دیکھیں اس نے بھی کچھ محلے میں ان کو نالو کیا ہے اس کے بعد جب سے یہ مسئلہ ڈیم بنا تو مسئلہ ڈیم میں پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش پانچ اعشاریہ تین تھی جس میں سے

[Mr. Abdul Majid Kazi]

3MF was meant for replacement component and 2.5 was the component of development. This 2.5 was for all the provinces.

جس پر سب صواب کا حق تھا۔ لیکن یہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ون یونٹ کے زمانے میں اور مارشل لا کے زمانے میں یہ ۲.۵ حصہ کسی کو بھی نہیں ملا اور وہ کل حصہ پنجاب نے لے لیا اور ساتھ ساتھ یہ حصہ کچھ آگے بڑھا تو zones بنا دیں گئیں انڈس زون اور پنجاب جہلم زون اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ integration تھی اور integrally چل رہے تھے جناب! اس قسم کے فیصلے ہوئے ایک ارباب کمیٹی بنی تھی جس میں ہمارے replacement of works کا فیصلہ ہوا۔ لیکن کوئی بھی نمائندہ سندھ کا اس میں نہیں تھا سندھ کہنے کا مطلب ویسٹ پاکستان ہے لیکن سندھ کے علاقے سے تعلق رکھنے والا کوئی آدمی اس میں نہیں تھا۔ ایسا تو نہیں کہ سندھ میں کوئی انٹیرنگ نہیں تھا لیکن اگر آپ کوئی بھی کمیشن دکھیں تو سندھ کے لوگوں کو اس میں شامل نہیں کیا گیا۔

بہر حال اس کے بعد آپ ۷۲-۷۱ میں ایم اے ایڈ ہاک شیئرنگ سکیم نافذ ہو گئی اور ستم ظریفی یہ ہے کہ اس طریقے سے ایک agreement رواں دواں ہے جس میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ جہلم پر اگر کسی دوسرے دریا پر ڈیم بنے گا تو اس کا علاقہ سندھ کا کیا

حق بنے گا وہ وہاں درج ہے وہ سب چیزیں موجود ہیں لیکن اس میں unilaterally فیصلہ کیا ہوا ہے اور اسے implement بھی کر دیا گیا ہے اور ساتھ ساتھ ایڈ ہاک شیئرنگ سکیم نافذ ہو گئی ہے۔ وہ ایڈ ہاک شیئرنگ سکیم چیلنج ہوتی رہی۔ ۷۲-۷۱ میں جب چشمہ سکوریج بنا اور اس کے بعد تریلا سکوریج بنا۔ شیئرنگ چلتی آرہی ہے آج بھی ہم اسی میں پس رہے ہیں آپ کو facts and figures دوں گا۔

کہنے کو سب کہتے ہیں کہ ہم suffer کر رہے ہیں لیکن worst sufferer is Sindh جہانگ صوبہ بلوچستان اور سرحد کا تعلق ہے ان کی اپنی اپنی چیزیں ہیں ان کو تو سننا چاہیے اور ان کے مسئلے کو بھی حل کرنا چاہیے ان کی جو صحیح ترجیحات ہیں

دوں موبوں کی وہ سنٹی چاہئیں اور ان پر حملہ رآمد ہونا چاہیے ایگرمینٹ میں جو ان کے بارے میں حوالہ جات موجود ہیں، ان کے مطابق ان کے مسائل حل ہو سکتے ہیں اب میں آپ کو جو اعداد و شمار دے رہا ہوں وہ شائع شدہ ہیں واپڈا کے documents ہیں اور اس میں ایک بھی ٹکڑا اگر غلط ہو تو میں اس کا ذمہ دار ہوں میں نے اس کو کاپی کرنے میں بھی کوئی غلطی نہیں کی میں نے دو تین مرتبہ اس کو verify کیا ہے جناب میں اس وقت ۱۹۷۳-۷۴ء کی بات کر رہا ہوں جب zones بن گئے تھے اب ستم ظریفی یہ ہے کہ بتایا گیا کہ دریائے چناب پر بنائے گئے منگلا ڈیم کے پانی پر کسی دوسرے صوبے کا حق نہیں ہے that is exclusive for Punjab. ہم نے تین دریا جو انڈیا کو دے دیے وہ تو انڈیا کے ہو گئے اور یہ پنجاب کا exclusive right ہو گیا۔ انڈیا کے ساتھ تو یہ ہوا کہ ہمارے جو مغربی دریا تھے ان کے 2 MF ان کو دینے پڑے ہیں اور جو ان کا ہمارے اوپر حق ہے وہ ہم نے ان کو دیتا ہے This I am talking about the Indus Treaty of 1960 لیکن یہ جو ہمارا فیصلہ ہوا اس میں جو 2.3 MF دوسرے تھاموں کا حق تھا اس سے بھی ہمیں خسرو کم کر دیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کو بتاؤں کہ یہ جو ٹی پی لنک ہے، پنجنڈ ہے، یہ ان کی جو پنجنڈ کینالز ہیں

they were drawing their source from Chenab.

اب جو Transfer Works Programme بنا وہ اس لیے بنا تھا کہ جو بیراج اور جو کینالز جن کو پہلے انڈیا کے ہاں سے پانی مل رہا تھا ان کا منبع تبدیل ہو گیا ہے اس لیے ان کو پانی ٹرانسفر کر کے western rivers پر settle کر دیا جائے۔ لیکن اب جو ایریا پہلے اس دریا پر settled تھا اس وقت بھی ہمارا حق تھا اور آج بھی سو فیصد ہے۔ اس دریا کے اوپر ٹرانسفر کر کے دوسرے پر لگاتا کہ ہاں کی منصفانہ بات ہے مجھے سمجھ نہیں آتی لیکن یہ کر دیا گیا۔ اب اگر اس

without prejudice to the claims and rights of other provinces

یہ ہر سال ایسے کیوں ہو رہا ہے میں تو کہوں گا کہ ہمارے جو وہ ایسی Meetings میں ایسے نہیں کرتے رہے ہیں ان کو یہ دیکھنا چاہئے تھا کہ ہر سال وہ جو لفظ آتا ہے - without prejudice اور اس طریقے سے ہو رہا ہے

جناب ڈیٹی چیئرمین : میں گزارش کروں گا کہ دمنٹ میں اس کو وائینڈ اپ کر لیں۔

جناب عبدالمجید قاضی : جناب میں تھوڑا سا عرض کروں گا۔ جناب اس کے بعد جب ایڈیٹر ہاک کی بات آتی ہے اس میں یہ بھی ہوا ہے کہ 33-33 بنیاد کا حق ہے They do not have 33.33 but they have 37.35 یعنی اس قسم کی زیادتیاں ہوئی ہیں اگر ہم اس وقت اسے زیادتی نہیں کہیں گے تو پھر ہم کب بات کر سکتے ہیں۔ ہم تو آپ کو بتانا چاہتے ہیں کہ جناب ہمارے ساتھ کیا ہوا۔ جو کہ پاکستان بننے سے پہلے پنجاب میں تھے وہ ہمارے پاس (دریائے سندھ) کیوں آگئیں کس کھاتے میں آئیں کس مد میں آئیں کس طریقے سے آئیں گزشتہ بحث میں سرتاج عزیز صاحب نے یہ مانا کہ ہاں جی وہ پہلے پنجاب پر تھے اب یہ دریائے سندھ پر آگئی ہیں کیوں آگئیں یہ ہمیں تخفہ ملا۔ ہمارا جو 2.5 سب provinces کا ہے development quota تھا وہ ہم کو نہیں مل رہا ہے اس کے ساتھ یہ بھی میں آپ کو بتا دوں جناب کہ اسی سال میں 90-91 کی بیس کی projections اس میں دکھایا گیا ہے جو بعض ریکارڈ سے proven ہے کہ 1.5 MF will come from eastern rivers جو ہمیں آئے گا وہ کسی کھاتے میں نہیں ہوگا This will be used by the Punjab اب 1.5 MF آتا ہے یا 2.5 آتا ہے یا 5۔ جو بھی آئے گا وہ اس طرح استعمال ہو گا۔ یہ apportionment میں نہیں آئے گا میں مانتا ہوں کہ apportionment میں یہ نہیں آنا چاہئے کسی کا اس پر کوئی حق نہیں ہے۔ لیکن جناب جب کالا باغ ڈیم

[Mr. Abdul Majid Kazi]

بنے گا تو 5 MF 10 جو آتا ہے ربیع میں وہ اس کو دکھایا جائے گا کہ یہ پانی مہی
 کالا باغ ڈیم کے لئے available ہوگا apprationment کے لئے تو کچھ بھی
 نہیں ہے ہم اس کو مانتے نہیں ہیں وہ تو بولنس میں آتا ہے یا نہیں آتا you cannot
 rely on that لیکن یہ اس طریقے سے بھی ہو رہا ہے یہ جو چیزیں میں نے آپ
 کو بتائی ہیں اب اس کا کیا اثر پڑتا ہے میں اسی خیال سے بات کر رہا ہوں جو واٹر
 کے اعداد و شمار ہیں۔ area irrigated by different sources اس میں
 tube well, wells and others canals آتی ہیں جناب م ۷-۳۰۷ میں کل سیراب
 شدہ علاقہ 11 million hectares ہے پنجاب جسے پانی ملا ہے سب
 sources سے ۹۰۴۹ ہے صرف ٹیوب ویل سے ملا ہے 2۰2۵ سندھ کا ہے
 ٹوٹل 3۰۵4 ٹیوب ویلز کا ہے ۵6۰۰ اب آگے آئیں ۱۹78-۷۹ میں یہ
 ہوا ہے کہ total area irrigated 10 millions hectares اور سندھ
 کا علاقہ irrigate ہوا ہے 3۰26 لیکن 3۰35 پنجاب میں صرف ٹیوب ویل سے
 irrigate ہوا ہے which is more than the total cultivated area
 جو پانی irrigation کے لئے ملا ہے وہ سب source سے ملا کر ملا ہے
 اس کے بعد جو کچھ ہوتا رہا۔ اس کے لئے میں آپ کو دوسری figure بتاؤں
 گا ۵5-۵۶ میں پنجاب کا ہے 11.14 million hactares سے جہاں پر
 total irrigation ہوئی ہے جس میں سے 3۰۵5 on tubewells alone
 اور سندھ کا پورا irrigated area 2.82 million hectares ہے اس کے
 علاوہ میں یہ بھی آپ کو بتا دوں کہ یہ ابھی ۵6-۵۷ کی بات ہے پنجاب کا ہے ۱۱۰82
 total irrigated area 11.82 ہے جب کہ سندھ کا ہے 3۰۵5 اور اس
 کے ساتھ ساتھ جو ٹیوب ویلز کا ہے وہ ۵۰3۰ ہے تو جناب پوزیشن یہ ہے کہ اس وقت
 سندھ میں جو total irrigation ہو رہی ہے اس سے زیادہ صرف پنجاب
 کے ٹیوب ویل irrigate کر رہے ہیں۔

اس کے بعد میں ایک چیز اور آپ کو ضرور بتانا چاہوں گا کہ جناب ہماری requirement کیا ہے ہمارے حالات کیا ہیں ہمارے ہاں درجہ حرارت بھی زیادہ ہے اور بارش بھی کم ہوتی ہے۔ لہذا ہماری فی ایکڑ ضرورت زیادہ ہوتی چاہیئے۔ میں اس پر نہیں آتا میں یہ کہتا چاہتا ہوں an area which is irrigated more than once 72-73 میں وہ 1.37 million hectares ہے پنجاب میں ایک سے زیادہ مرتبہ دو مرتبہ ہو سکتا ہے تین مرتبہ ہو سکتا ہے اور سندھ میں 1.56 اور In 82-83, this went to 3.09 which area is more than what is being irrigated in Sindh's total area. یہ دوبارہ ہو رہا ہے اور سندھ میں جو دوبارہ ہوا ہے وہ ہے 0.94 اور جناب 84-83 کی جو figure ہے وہ ہے 3.02

Mr. Deputy Chairman: Kazi Sahib why did you not feel to prepare all the four provinces' requirement figures, including Baluchistan and NWFP?

جناب عبدالحمید قاضی: جناب درصوبوں کے متعلق پہلے میں نے عرض کیا ہے کہ ان کی بات سن کر پہلے ان کو دینا چاہیئے کیونکہ ان کی جو ڈیمانڈ ہے اس کو assess کر کے ان کو حصہ دینا چاہیئے وہ تو میں پہلے ہی کہہ رہا ہوں اور اگر آپ debate دیکھیں گے تو میں نے عرض کیا ہے کہ ان کی major problem کیا ہے یا ان کی ڈیمانڈ کیا ہے جب سندھ پنجاب ایکٹریٹ ہو ا تھا اس وقت پنجاب صوبہ سرحد کی نمائندگی کر رہا تھا اور سندھ بلوچستان کی کر رہا تھا پہلے تو آپ کو ہر صوبے کی priority دیکھنی چاہیئے اس کے بعد جو پانی available ہوتا ہے اس کو set aside کر کے جو پنجاب ہے وہ آپس میں بے شک تقسیم کر لیں اگر میرے دوستوں نے میری بات نہیں سمجھی ہے تو میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو بھی ایڈیاک شیرنگ ہوئی ہے جس پر پنجاب بھی شور مچاتا ہے سندھ بھی شور مچاتا ہے سب شور مچاتے

[Mr. Abdul Majid Kazi]

ہیں کہ جناب ہم تباہ ہو گئے، تباہ ہو گئے۔ تباہ تو ہو گئے ٹھیک ہے۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ apportionments نہیں ہونی چاہئے یہی کہتا ہوں کہ خود اسمبلی چاہئے۔ میں اس کے حق میں ہوں لیکن کم از کم ہمیں دیکھنا چاہئے کہ inequalities جو سوتلی چلی آرہی ہے اس کا اثر کہاں تک پہنچا ہے۔ ایک ایک نگر میں آپ کو دے بھی سکتا ہوں اور دکھای بھی سکتا ہوں مجھے پتہ ہے کہ میں کس فورم پر بات کر رہا ہوں میں نے آپ کو بالکل دائرہ کے شائع شدہ ڈیٹا کے مطابق بتایا ہے اس کے علاوہ ستمبر کا مہینہ آتا ہے ستمبر کے مہینے میں نکھا ہوا ہے ایڈ ہاک شیرنگ میں جو کچھ بھی بتایا جاتا ہے کہ جی وہ free emergency/requirement basis کے لئے جناب ہیشک آپ ریکارڈ دیکھیں کہ ستمبر کے مہینے میں بنجاب 2 سے 3 ایم ایف پانی حاصل کر لیتا ہے کیونکہ وہ کسی کھاتے میں نہیں آتا وہ emergency requirement basis پر آپ اپنی مرضی سے سب کچھ کر سکتے ہیں۔ جناب جب اکتوبر کا مہینہ شروع ہوا جو آپ کی دائرہ سٹوریج ہے اس میں سے سندھ کا حصہ بن جاتا ہے 66% کے قریب لیکن اکتوبر سے پہلے 5:5 ہے لیکن ستمبر کا مہینہ آپ کا free ہے اگر کچھ پانی پینج جائے گا تو سندھ 66% draw کرے گا emergency/requirement basis ہو سکتی ہے لیکن دو تین ایم ایف جو اس میں سارا ہے وہ کسی کھاتے میں نہیں آتا جناب میں نے جو بھی نگرز آپ کو بتائے اس کے مطابق جو بھی زیادتیاں ہیں یا جو بھی آپ سمجھ لیں inequalities ہیں اس کا جا کر ایک اثر پڑتا ہے

جناب ڈیٹی چیئرمین: بہت شکریہ تافضی صاحب۔ آپ نے بہت detailed study کر کے گورنمنٹ کو بہت guidelines فراہم کی ہیں اور اس کے ساتھ ہی میں گزارش کر رہا ہوں۔ جناب عبدالمجید تافضی، جناب employment پر تھوڑا سا عرض کرنا چاہتا تھا آپ کو پتہ ہے ہر جگہ پر unemployment ہے میں نے Sindh Situation میں بڑی محنت سے کام کیا ہے انہوں نے بھی نگرز یہاں دی ہوئی ہیں۔ میں ۸۶ کی نگرز رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیرمین : پھر figures کو جلدی جلدی quote کر دیں۔

جناب عبدالحمید قاضی : جناب یہ ہے 6.5 یہ ہے autonomous bodies

میں 6.5 کی figures دے رہے ہیں published by the government

6.5 of Pakistan as adopted in the book اور اس میں یہ ہے

بے autonomous bodies میں 11.4 against the quota اور

گورنمنٹ میں ہے 6.65 فیصد against the quota of 11.4 جناب 11.4 سے

لے کر آج تک جو کچھ سوابہ میری حکومت سے یہ استدعا ہے کہ یہ چیز سٹڈی کریں

اور اس وقت constitutional guarantees میں جو provinces کو دی گئی ہیں

اس طرح بلوچستان کا کوٹہ بھی ان کو کم مل رہا ہے خانا کا میں ہے ان سب کی سٹڈی

کریں یہ 1993 تک guarantees ہیں میرا ان سے التجا ہوگی کہ مہربانی کر کے آئین کا

بھرم رکھتے ہوئے جو آپ نے guarantees دی ہیں ان کو آپ پورا کریں اور ترجیحی

بنیاد پر یا جو بھی آپ کا enrollment کا سسٹم کم از کم یہ inequalities 1993 تک

ختم ہو جانی چاہئیں ہر ایک کو اپنا اپنا حق ملنا چاہیے یہ میری آپ سے گزارشات ہیں بہت

بہت شکریہ !

جناب ڈپٹی چیرمین : بہت شکریہ ! جناب مقرر حسن اے شیخ صاحب۔

Mr. Hasan A. Shaikh: Mr. Chairman I was really impressed by the illuminating study made by Kazi Abdul Majid. I know that is his subject. I have discussed with him earlier also but today he made a really good illuminating speech and that should be taken into consideration. The Production Minister is here, Railway Minister who belongs to Sindh is also here, so, I think, they will take all these facts into consideration and I suggest him that if he has notes then he can pass on copies of those notes to them or to other concerned Minister, that will help them, it is not his personal matter, it is a question of his province and

[Mr. Hasan A. Shaikh]

he has studied so much.

Sir, I did not want to speak long on the question of the President's speech; the question that is being posed these days particularly by the people in the opposition is that what are the powers of the President and what are the powers of the Prime Minister. I do follow that the trend is to create a wedge between the President and the Prime Minister. But this President's speech gives some sort of support to an allegation of that kind. Because the President has given his own opinion and his own observations alongwith the observations of the Government i.e. the Cabinet, the Prime Minister or whatever you may call it Sir. I think it is right and proper to say that President's speech, although it is called President's address, is the address of the Government of Pakistan and there the Ministers, the Prime Minister, really advised him as to what to say. True in this particular case, there was not much time between the time the Prime Minister took over and the President's address came before you. But, all over the world, the President's address is put in such a fashion that we thank him for his benign statement. All this is done in the belief that President is merely a figure-head. We use all sorts of high sounding phrases, for him without meaning that that phraseology is for his personal opinion. In this case Sir, I would like President not to mention anything as his personal observations. He may have certain powers which he used at one time but that is a matter which will probably come up for his consideration at the end and not at the beginning of a Cabinet. This President's address was at the beginning of the Cabinet not at the end of the Cabinet.

The unfortunate position is that the present government is also following the traditions of the last government, at least in respect of the attendance of the Ministers in the Senate House. Last Prime Minister came only once in the Senate and the present Prime Minister has upto now come only once though I don't see any reason

why he should not come every day to this House. You know Sir, what happens in the British House of Commons. The Prime Minister goes to the House of Commons for his or his question which is placed at 45th in the list of questions and he or she remains present just before that question reaches and every day, not to say that he has to be invited and address is to be given to him for his benign presence in this House. He is just a member of this House, a parliamentarian and because we trusted him in his abilities, in his foresight, in his hard work to win over the elections, therefore, we made him our leader. Now, he is the leader of this House. My submission is, not only he but every Minister should come and particularly when presidential address is being discussed here. Because the presidential address is for the whole of activities of the government not only for the Prime Minister Secretariat's, Cabinet Secretariat but for all the activities of the government. I know that they will say one Minister was deputed for the purpose of taking notes that was the Minister of Law but it is neither lawful nor legal to put the Law Minister who knows nothing about the administration or who is not expected to know much about the administration should be put in. Because it is his thanks giving resolution, which is a matter of courtesy but all the Ministers are concerned for these things.

Now Sir, the Minister of Production is present here, I would like to tell him that when the Prime Minister says that he wants an early industrialisation in this country, when the Prime Minister says that he will give to the younger people of Pakistan an amount of about five or six or ten lacs for the purpose of setting up small industries, it is time for the Minister for Production to examine the question of setting up these machineries in Pakistan or we have got enough productive capacity in respect of such machines. When we can produce such heavy machines as sugar mills probably even parts of textile mills, is it difficult for us to put a small machine. Give it to our Pakistani young men and then ask them to work. This should not be difficult.

[Mr. Hasan A. Shaikh]

All the foreign exchange will remain here. When I was referring to the Minister of Production, I also noticed that the Minister of Railways was looking at me anxiously. I must tell him, I do not travel by railways but I have not heard a single word of praise for railways. The Railways had such a big workshop i.e. Mughalpura Workshop, I have been hearing it even before partition that Mughalpura Workshop was one of the biggest workshops of the Sub-Continent. He should push his weight through and see it that it is rehabilitated. All over the world railway stocks are not now being imported, in India they do not import railway stock, they produce everything in the country. You have the capacity, you have got a steel mill. Of course, that steel mill is ancient, it has been thrown at our door because we were looking for a steel mill and we had no choice, an old obsolete steel mill but I am quite certain and in fact the Production Minister told me personally that they have improved upon it. They have added new machinery and made it go but this steel mill also requires further attention because so much investment has taken place in this steel mill.

Mr. Deputy Chairman: Yes, General Saeed Qadir on a point of order.

Lt. Gen (Retd) Saeed Qadir: It is not fair to comment about something which is not correct. The Steel Mill is not an obsolete type of equipment and I can vouch for it. I am sure the Minister for Production is sitting here and we should be thankful to our friends, the Russians, who gave us the Steel Mill and it is an up to date modern steel mill.

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much, yes, Hasan A. Shaikh Sahib.

Mr. Hasan A. Shaikh: I am sorry my learned friend is inviting me to tell him that yes, I know he had a contribution but what was that, I do not want to say at

this stage. The Steel Mill, one of the present Ministers told me was obsolete and that he told me in 1990 and if the contesting gentleman says that it is not obsolete I do not know what was his interest. I have no interest in anything either in the present Minister or in the past Minister or the past people connected with it. I am only speaking in national interest.

Then, Sir, one of the things which unfortunately we find and we suffer from the absence of the Ministers in this House is, Sir, that the Ministers are not here to consider what projects the Senators had sponsored and what happened to those projects. I had sponsored something like six or seven projects, five of them have been completed and handed over to the societies or organizations to whom they were sponsored. In the last government, it was not a Muslim League government, and they came with the brilliant idea that the concept committee has not considered this. Sir, you can tell me whether the question of concept arises after the project is completed? The concept should have been before the commencement. What were those projects? Those projects were, one is a secondary school and the other is industrial home. So far as the secondary school and industrial home are concerned, I think, we have proper people here to have a concept and there was no need only because that government was not ready to hand over these to the Senators. Unfortunately in that government even when you recommended a person for a telephone, the telephone authorities, if you approach them, would tell you, not officially but informally, that the government does not want us to give telephones to the Senators, they want us to give for the National Assembly Members. Because they knew the Senators, 90% of them, were against that government. But what is now our government doing? Our government has done nothing to that kind. They do not even give us those projects that have been completed. There is one industrial home completed and is lying there without functioning. If it

[Mr. Hasan A. Shaikh]

starts functioning it will give employment to the people who were working there. It will help other people who will have industrial education to earn their living, but our government doing nothing. I have spoken to some senior Ministers. I have told them that this is the position. They asked me to give in writing. I really don't know, we do not get enough time to give in writing at least while we are in Islamabad. Of course, in our own area we have got our staff, our stenographer, we can give in writing within a few days. Anyway I think the time has come when either our government should cooperate with the Senators or let the Senators do the same thing as reciprocity. We are not here to toe their line, if they do not want, I mean I am not asking for a personal favour. I did something for certain institutions. Those institutions after they are completed, should get back and that there is no question of concept committee. I must tell you, Sir, I have at least reached a stage, I have spoken to everybody, I could think of, if I do not find that the Ministers are interested in these public welfare projects which will give some avenues of employment then we will know, at least I know, how to extract it from them.

Mr. Deputy Chairman: Would you tell us that special tactics ()?

Mr. Hasan A. Shaikh: Many of us know how to do it. We are not people here to come into the public life only yesterday. You see, some of us remained in public life for more than 1/2 century. Sir, I think the real difficulties today, we are passing through are the economic difficulties. The Americans are not prepared to help Pakistan. They have either delayed or denied the American aid and by aid I mean administration of industrial development funds. Aid does not mean help but the administration of industrial development funds and the Prime Minister has said it and he said it correctly that we won't go begging for aid but then he must immediately take such steps as will create an impression in the public minds that what he is saying is

happening. He should create such conditions that all these projects which he has in mind to have Pakistan to go in the industrialization in a big way, to set up somewhere, to be started somewhere, to be initiated somewhere, that is not happening. Of course, we are hearing lots of claims but orally, nothing on the ground and unless something comes on the ground, at least we have gone for so many years in Pakistan to say that people have made lots of claims, tall claims, but they have remained where they were and they have gone away.

This Prime Minister has got some personal advantages. One, he himself has the advantage of being a good successful industrialist and, therefore, he knows when he probably says, that we do not need to go for begging to industries and he has suffered a lot when certain government agencies created obstacles in his way but he faced it with courage and succeeded. If he does the same thing, here I am quite certain, Pakistan will turn the corner and we will not suffer the present difficulties, financial difficulties and about which Abdul Majid today gave such graphic description of certain wastes we are going through, that, I think, is probably the best thing to do is to stop that waste, at least what is not wasted will be to the advantage of Pakistan. Thank you Sir.

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Bashir Ahmed Matta Sahib.

Mr. Bashir Ahmed Matta: Thank you, Mr. Chairman, for permitting me to express my ideas with regard to the honourable President's speech which he delivered before the joint session, of the two Houses assembled together. One of the Houses of course, was new; it was the National Assembly which came into being as a result of the mid-term polls which was held consequent to the dismissal of the PPP's government and the previous Assembly. Sir, before I pass on to give my views on the President's speech, I would

[Mr. Bashir Ahmed Matta]

like to state here that the PPP's government was dismissed because it deserved to be dismissed. It was a government which was involved in every type of gross irregularity, mal-administration and seething and unprecedented corruption, and the President had no alternative to dismissing a government which was frivolous and irresponsible and deliver the nation. Of a curse, it was suffering for 20 months.

At the same time, I wish to place on record the role that the Senate played, bravely and valiantly, in correcting the attitude and the policies of the P.P.P. government, inspite of the difficulties that were placed in its way by that government. That government did not recognize the sanctity of the Upper House, infact, it tried, on many occasions, to demolish the Upper House, which represents the provinces of this country and is a symbol of the federative principle enshrined in the Constitution. I would, at the same time, request the present government, as several of my colleagues have already done, that they should also give proper importance to the opinion and deliberations of the Senate in the formulation of their policies, because the Senate is here primarily to represent and safeguard the interest of the provinces but also to make whatever contributions it can to the better implementation and formulation of the policies of the government at large. So, this is my request to the present government, Sir.

Now, this present government has received the verdict of the people. It has come to rule the country as a result of the mandate it has received from the people of this country. And now the people of this country, the vast teeming millions of this country, who have expectations of this government are looking towards it to fulfil their expectations. We know that our people are beset with many insufficiencies, with many troubles and difficulties and to remove them this government has - it is its duty, it has undertaken to do it-to provide answers. It must also learn a

lesson from the past. When the past government was frivolous, it was rejected by the people and it had to face dismissal. Now, this government, in order to capture the sympathy of the people and to retain their trust, must treat the business of the government as a serious business. It is not something to be fiddled with. It is not a frivolous occupation that the Ministers should just come here for flags and cars and disassociate themselves from the woes and the problems of the people who live in this country.

It is in the back-drop of the rising expectations of the teeming millions of this land that I shall make my observations on the speech of the President. As many have spoken before me, I shall try to be as brief as possible and as to the point as I can be. Sir, bribery has developed in our society like a cancer. In this poor country, where we are always short of funds, we see that those people who are sitting in cushy posts take away much of the money which is given to them for implementing works of public benefit. It is for all to see, Sir, how small engineers, how people serving in certain departments which are known to everybody to be famous for corruption, how they build palatial houses for themselves, but if you go to see the condition of the roads, of the charges which are entrusted to them, they are deplorable. I think the limited money that we have in this country can be utilized properly only if its outflow into bad channels is stopped. For long, we have always been doing lip service to this problem. I would say that lip service will no more do, it will not suffice. I think we have many agencies in this country for stopping and checking corruption but they have proved ineffective. What I would suggest with all the emphasis at my command is that we should have a special committee, a joint committee of the Parliament to check corruption in this country, and alongwith corruption also mal-administration. Such a committee should have the powers to guide and advise the anti-corruption agencies, to pinpoint to them certain cases and to ask them to investigate those particular cases. Sir, unless the members

[Mr. Bashir Ahmed Matta]

of parliament are made to supervise anti-corruption and only the bureaucracy is left to look after anti-corruption, we will not achieve any results and the condition of the country will remain as it has remained in the past. So, I would like the Ministers sitting here, if they are at all listening to me, to give serious consideration to this matter and evolve some way for checking corruption in this country. We cannot afford corruption in a poor country like ours, where we are always counting our money and other people who are not entitled to that money, taking it away and using it for personal use.

Again Sir, much has been said about accountability. I would say only this that accountability should be kept as a continuous process and it should not only be confined to the accountability of political people. There has been a lot of mal-administration on other scores in this country. For instance in the previous government in Zakat administration, look at it, Sir, in an Islamic country even in the distribution of Zakat a lot of corruption was committed which is known to everybody. Islamabad is quite far away but those who come from the villages, from the countryside, know that such people were made to sit over the distribution of Zakat who did not give a single penny to anybody. But the regrettable aspect of the whole matter is that those people who were installed by the PPP regime, they are still continuing in those offices. They treat Zakat as a booty. They take the money of Zakat and put it in their pocket and don't distribute it. Accountability should also be extended to the distribution of Zakat so that the money taken from the people who give Zakat is used for the purpose for which it is meant by the religion and not just given as a gift to certain people some of whom are really quite notorious for their personal character.

The other thing is, Sir, that whatever irregularity has been committed with regard to the Peoples Works Programme, which was another field for feeding certain

people who were near to the previous government, must be investigated. A lot of money, billions of rupees, were given to that programme and we should now look into it whether the money was actually used for that programme or it was wasted. I think it is the duty for into his government to look into this aspect of the matter as well.

Again Sir, bank loans to the tune of crores of rupees for individuals have been given. It is not that all of them should be revoked because there may be good reasons for some of the loans but they should at least be checked whether the loans have been expended for the purpose for which they were given or not and whether there is a safe guarantee for their recovery or not. These matters should be checked by the government. Sir.

Now, Sir, I come to an important point. Happily the President in his speech has touched upon the question of provincial autonomy.

The provincial autonomy Sir, is one of those problems which have presented a challenge to the rulers of this country for the last more than four decades. I think that unless we produce an answer to the problem of autonomy, a practical answer a viable answer, an answer which is workable, we will not be able to run this country in smooth and desirable manner. It is not enough to say that provincial autonomy is important for this country. The special composition of this country demands that all the people living in this country should have equal participation in the affairs of the State. They should have the assurance and confidence that they are equal and full citizens of this country. For that Sir, it is necessary that all the historical, cultural and economic urges of the people should be satisfied to the full. Only then will the people get satisfaction and feel that they are full citizens of the country. I don't say it against anybody, Sir, it is a common problem for all of us, and has been recognized, time and again, in the speeches of all political leaders. What I say is that we must produce the infrastructure in

[Mr. Bashir Ahmed Matta]

which autonomy can be workable. Under the present Constitution the apparatus does not exist to implement full provincial autonomy. For instance we have in the Constitution provision for the Council of Common Interests and the National Finance Commission, but even to call a meeting of these bodies many years are taken up, and many requests have to be made to fulfil a constitutional obligation. We should have a Constitution in which such institutions should be automatically workable. **They** should *su motto* come into operation at the expiry of a certain period of time, and it should be written in the Constitution that, after every three months or after every six months, on such and such dates meetings of these bodies shall be held.

I would also submit Sir, that the present Constitution is not fully sufficient to cope with the question of autonomy. For instance, we sit in this Senate, we say that the Senate is the symbol of provincial autonomy and represents the federative principle in the Constitution, but you know Sir, what powers the Senate has. The budget is not put before the Senate and it has no say in the formation or the dissolution of the government. So, it is in fact just as decorative body. It has certain legislative powers and it has a lot of wisdom and sagacity to give ideas to the government, but it does not have any effective power to make its presence and its weight felt. Upto now, we have had a system in which the National Assembly is supreme, and in the National Assembly the smaller provinces are at an obvious disadvantage. What I would suggest is that we either evolve a system in which the National Assembly seats are distributed in such a way that the smaller provinces are not at such a marked disadvantage, there should not be an Assembly in which one province should have bigger representation than all the rest of the provinces put together or we should have a Senate which is really a powerful Senate. You know, Sir, better than me that in America they have a federation and there the powers of the Senate are real. Here also, if you want to have a true federation, you

will have to give as autonomy to the provinces--particularly the smaller provinces--which is operative and effective. Just to say a word and then forget about it will not serve the purpose. Many practical problems arise and there is no remedy with the provinces for them. For instance, in the much publicised Gadoon Amazi scheme - a project sponsored in my province--certain concessions were previously given. Now these concessions are being gradually withdrawn. The only thing that the province can do is that it can cry.

It can make speeches but there is no apparatus here to hold the federal government, to its previous promise. Similarly, Sir, in many other fields, in the appointments, in the services, certain provinces are under represented but there is no apparatus for giving them proper representation. When the question is raised here - it has been raised so many times in this House--the Ministers only say, "we will look into this matter and we will try to create a balance." What I would say is that making a try and doing a thing are two different things. There must be an apparatus for implementing the things which have been promised to the provinces. Questions like the apportionment of water are in the cold storage. Nothing has been done for resolving them and the genuine demands of certain provinces have been ignored.

Similarly, Sir, if we really consider that we have a federation, then we must give weightage to the opinion--the general opinion, the corporate opinion, the unified opinion of the provinces.

Now we have this controversial issue of Kalabagh Dam. I know that much energy and labour has been spent on evolving the charts and plans for this Dam, but that does not justify in itself that this project is viable. People have expended energies, moneys and efforts on many other projects which were not viable. You know nations fight wars which are not justified. They undertake big projects which later on are proved to have been wrong. The project of the Kalabagh Dam has become a big controversial issue about

[Mr. Bashir Ahmed Matta]

which all the three smaller provinces of this country have a separate opinion and they agree amongst themselves. Then, instead of wasting our time and energy in debates - in futile debates on the issue why don't we find alternative projects, why don't we go for those projects which are non-controversial instead of wasting time and energy on this project? We could go for other projects which are non-controversial, which could be equally beneficial to this country and which, according to many technical experts, could be cheaper. This has become a political issue I would say and we here must also look at the viability of the project politically, because for living in this country the most important factor is that we should have trust with and upon each other. The technical factors arise afterwards. But even on technical grounds this is controversial issue. I read letters and articles in the newspapers everyday and engineers are divided on this issue. Again, the important thing is that the division runs along the boundary lines of the provinces. As I have already stated, the supreme consideration should be the maintenance of amity between the different people living in this country and in the interest of that amity we should now seriously start thinking of finding an alternative project to this one and not waste our time and energy any further on it.

In my province there is a lot of poverty and backwardness and in order to alleviate that poverty, that insufficiency, serious efforts must be made to develop its economy. We have a lot of mineral resources. I have heard that heavy minerals are available in my province but apart from lip service nothing is being done for that. The geological survey that is carried out, a very small amount is being spent on that. What I suggest is that a big break-through must be made in that sector. It will benefit both the province and the country. It will generate employment and money and save the people from going to places like Karachi which are already teeming with over flowing population. If a really big move is made for the exploration

of minerals, I think many problems of at least my provinces as well as of Baluchistan can be resolved.

Peshawar was known to be the Gateway of India. A lot of trade and the commerce passed through it on its way to the Sub-continent. Now, because of war in Afghanistan, which has been going on for eleven years, the trade has been stopped and Peshawar has decayed. It has become poor whereas the other cities of the country are improving. Peshawar is disimproving because one of its sources of income and living, which supported many people - there were tradesmen, there were workers, there were hotels and sarais and commission agents - has been blocked. The trade from the -- West no more passes through Peshawar and it has become a poor city. I will come to this again when I discuss the foreign policy, but even for the economic development of my province it is necessary that we have a peaceful approach towards the Afghanistan problem.

At the same time, Sir, my province has borne the brunt of the difficulties created by the war in Afghanistan. You know that people have come - millions of people have come -- and become a burden on the resources of the province. Apart from that it has affected the law and order situation in the province. To compensate that, I think a special effort must be made and special compensation must be given to that province to cope up with problems generated by a policy which is a policy of the central government. In that regard, I will very earnestly request the Prime Minister that in the same manner that he has announced a special grant for Sindh, he should announce a special grant for the Frontier province also, so that it is enabled to overcome the problems it is facing as a consequence of the war in Afghanistan. I don't want to go into further details because all my honourable colleagues and the Minister sitting here are familiar with it. I would only emphasize that we are also in need of a special grant and a

[Mr. Bashir Ahmed Malik]

special grant, a big one, equal in amount to that given to Sindh should be given to us.

Sir, I would like to point out that Pakistan is basically and essentially an agricultural country. We speak much about industry but, as many of my honourable colleagues here have pointed out, for the real development of industry you need two basic things; you need energy and you need heavy raw materials. Both of these at this stage in sufficient quantity are not available in the country. Hence our economy is mainly dependent on agriculture. We export cotton and rice and produce wheat and sugar-cane. Even the industries in the country are running because of our agricultural produce. So, agriculture is the main stay of our economy, and we must pay due attention to it. We must create proper infrastructures in the villages and give to the people of the countryside a share in the good life of the country. We must develop for them opportunities of employment and earning their livelihood. Because of a lopsided development of industries, the people from the countryside in search of work and opportunities have been migrating to big cities. The big cities cannot support them properly because they are already saturated with population. So, many social problems arise. It, therefore, is very necessary that we should evolve industrial infrastructure in the agricultural pockets of the country so that employment opportunities are made available to the village people on their doors steps. This will satisfy them, will release the burden on the cities, and will also be a just thing because the poor people of this country also deserve to get from the State some benefits of the modern age.

I will particularly mention, Sir, that as we have a Cotton Export Board, a Rice Export Corporation, so should we also have a corporation or a board for the export of fresh fruits. In season we have an abundance of fresh fruit and it decays and is wasted, but after a few weeks the tide

passes and we have little fruit in the market. In order to give some profit and reward for his labour to the farmer, the export fresh fruits should also be promoted. At the same time, I would suggest an export corporation for that fruit only which is in abundance and not the fruit which is scarce in the country. But the fruit which is in abundance, which is wasted in the country, which is thrown away, that should be exported out of the country.

Before, Sir, I go to the foreign affairs, let me mention that we must also promote the weaker sections of the society. To have a working and a just democracy in this country, we must not ignore the weaker and deprived sections of the society. We must consider extending the life of the provision giving special seats to women in Parliament. The general condition of the women is such that they need special representation.

Another, a very glaring discrepancy, which I observe - although my colleagues from the Tribal Areas are not here is that about more than ten million people living in the Tribal Areas are deprived of the right of vote. Now, living in the 20th century, if they are given representation in the Parliament, if they send members to the Parliament to find answers to their problems, then they must be given the right of adult franchise so that they can themselves choose their representatives and send those who would be answerable to the electorate.

Now, Sir, I come to the foreign affairs and I will be very brief. I do not want to take much time because already much time has been taken.

I would emphasize, Sir, that now that the Russians have withdrawn, now that the war has gone on for 11 years, it is necessary to have peace in Afghanistan. The imperatives of international diplomacy also, by and large, indicate that direction. Why should Pakistan not take the

[Mr. Bashir Ahmed Malik]

initiative for peace in Afghanistan? It should try to evolve there a peace which is to the satisfaction of all the people of Afghanistan. You know that unless all the sections of the Afghan society are satisfied there can be no peace. Since they are Muslims, they are our neighbours, and also because the war has affected us adversely for 11 years, it should be our first priority now to earnestly endeavour to have peace in Afghanistan. The Foreign Minister, unfortunately, is not here otherwise I would have asked him.

Mr. Deputy Chairman: But his representative is there to take notes.

Mr. Basheer Ahmed Matta: Because Pakistan has played a conspicuous role in the Afghan theater for quite a long time, it is now incumbent upon her to take a peace initiative and be prominent amongst those countries which want to bring peace to Afghanistan, a Muslim and neighbourly country which is culturally and historically closely associated with us in so many ways.

With other countries, particularly of the region, we should have relations directed towards peace and amity and based on the sovereign equality of States. I do not say that Pakistan should become subservient to any country. But its first major motive and drive should be towards peace, because we have many problems as I have already said, our people are deprived of many modern amenities of the 20th century whereas the life of the people in other the developed countries is relatively good, better and more satisfactory. In order to concentrate on the economic problems of the people, we need peace and amity around us. Hence, we should have a policy of peace, on the basis of sovereign equality, towards the other States, particularly the neighbours.

In Iraq, Sir, the situation has become very serious. It has become very grave and all the Muslims the world over are concerned about it. A few months back, the policy of

our government was very incautious in regard to Iraq. But now I hope caution is dawning on the planners of foreign policy. Now they appear to be holding a midway course. On the one hand they have sent their forces to Saudi Arabia, on the other hand, a tide is rising in the Muslim world that this whole development should not be left to the dictates of the United States. In Pakistan as a whole and in the foreign office also there is a realization that we must set our policy on an even keel. What I would suggest is that to the problem of Iraq we the people of Asia, we the Muslim people, we the people who belong to the Organization of Islamic Conference, and particularly we who are placed in this region, should have an approach different than the approach of the United States. It would have been much better, Sir, if the Arab League had resolved this question because they are the people who will be basically affected. If that was not possible, then it would have been better if the Organization of Islamic States had taken cognizance of this issue seriously. They should have convened the conference and brought the warring factions together and made them see reason and resolve this issue within the infrastructure of the Islamic Organization. But even if that was not possible, then another course open to the peoples of this region was to have an Afro-Asian approach to this problem. But unfortunately, due to incautious policies of certain individuals in the Muslim world, this whole thing has now been thrown to the mercy of America and its Western allies and the results are before us. It is very strange, Sir, that the same America which has planted Israel in the heart of the Arabs, is posing as a sympathizer of the Arabs. Nobody, of course, is taking them at their word. But on our own we must earnestly endeavour to find a solution to this problem to keep it outside the ambit of the United States foreign policy. I think, Pakistan should play a prominent role for peace in the region and fulfil the role that its placement in the region assigns to it.

[Mr. Bashir Ahmed Malik]

Now in general, Sir, I would say that we have already experienced the defects of our policy which in the past used to be absolutely subservient to the dictates of the United States. We have with our own eyes seen that that was not a viable policy and now when we are in difficulties the U.S. have withheld this economic aid and our trying to pressurize us on so many scores. This was the thing which we used to point out all the time Sir, but people used to ignore us. Now, I think it is very clear that we shall have to abandon the policy which we pursued in the past and we shall have to find other sources to replace the dependence which we had on United States and its allies. Sir, we will have to face certain difficulties, particularly in economic sector, but to replace the United States and its Anglo-Saxon allies, I think, we can develop relations with countries like Japan, Soviet Union, China, France and Germany. Germany has now become a very big power and it has a very big role to play in the future. France is equally developed and Japan is an economic giant. What I say is that we should have an extra - Anglo-Saxon approach in the foreign relations. We had been tied by our past to the apron strings of the Anglo-Saxon bloc. That policy has now proved to have been futile. Now, we must have a bold initiative in the foreign field and have an extra Anglo-Saxon approach to all the affairs outside the country. The economic factor can be taken care of by inculcating countries which I have just mentioned and politically if we get out of the ambit of the United States, I repeat, Sir, if we get outside the clutches of the United States, we shall be able to have an independent window on the world which will be in the interest of this country, not in the interest of the United States. So, I would earnestly urge the Foreign Minister to give a bold new dimension to the foreign policy of the country.

Sir, most of these points which I have jotted down here have been mentioned by other hon'ble colleagues of mine, but I would finally state that if we have a positive

approach, if we have a positive will towards earnestly resolving the problems within the country, if we earnestly desire to have amity amongst the people who live in this country, and if we really want to prosper in the world of today, in the twentieth century, we shall have to have an accommodative approach towards problems. We should not anymore pursue the policies of one sidedness. It will be better to inculcate the goodwill of all the people of this country and to evolve a polity in which all are secure, safe and happy, and at the same time we must also strive for peace on the international front so that we have the atmosphere in which we can properly develop. Thank you very much, Sir.

جناب ڈیٹی چیئرمین : شکریہ جناب شیخ علی محمد صاحب ۔
جناب ڈیٹی چیئرمین : اچھا نماز کا وقت ہو گیا ہے تو پھر ایڈجرن کرتے ہیں۔۔۔
جی اعجاز علی خٹوٹی صاحب : آن پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب اعجاز علی خان خٹوٹی : سر اس ڈبئیٹ کو کب تک چلانے کا ارادہ ہے
جناب ڈیٹی چیئرمین : کیا آج کے لیے آپ پوچھ رہے ہیں ؟
جناب اعجاز علی خان خٹوٹی : نہیں دیکھتے کہ دنوں تک آپ چلانا چاہتے ہیں۔
جناب ڈیٹی چیئرمین : میرا خیال ہے ایسی اس میں دو تین دن اور لگیں گے کیونکہ
ابھی وہ اصحاب بقایا ہیں جنہوں نے تقاریر کر لی ہیں۔

جناب اعجاز علی خان خٹوٹی : مجھے آج جانا ہے اور اتوار کو میں یہاں نہیں ہوں گا
اگر چند دن اور چلانا ہے تو پھر ٹھیک ہے
جناب ڈیٹی چیئرمین : ہاں ہاں اتوار کو تو پرائیویٹ میگزین ڈسے ہے یہی ڈبئیٹ
نہیں ہو گی۔

جناب اعجاز علی خان خٹوٹی : اس پہ نہیں ہو گی میرا خیال ہے وہ اس سیشن کا
آخری دن ہو گا۔

جناب ڈپٹی چیرمین: ہمیں کس نے کہا ہے آپ کو؟
 جناب اعجاز علی خان جتوئی: مجھے چیرمین صاحب کی طرف سے بتایا گیا ہے شاید
 اتوار کو اجلاس ہو جائے۔۔۔

جناب ڈپٹی چیرمین: ہمیں مجھے ایسی کوئی خبر نہیں ملی ہے اور نہ ہی ایسا کوئی
 پروگرام ہے کیونکہ ابھی اور بھی اصرار کو بولنا ہے وزیر صاحب نے وائٹڈ اپ بھی
 کرنا ہے تو اتوار کو کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: ٹھیک ہے چیرمین اگلے دن پر رکھ لیں۔
 جناب ڈپٹی چیرمین: ہاں ہاں ٹھیک ہے کر لیں گے تو اس نشست کو درخواست
 کرتے ہیں میں آپ سب حضرات کا شکریہ گزار رہوں کہ آپ لوگ تیاری کر کے آئے
 ہیں اور بڑی سیر حاصل ہوئی ہے اور سینٹ سے جو بجا طور پر امید کی جاتی ہے
 وہ سب آپ حضرات کی مہربانی ہے اور ہاؤس میں ڈیکورم رکھنے پر بھی آپ
 سب حضرات کا شکریہ گزار رہوں لہذا اسی کے ساتھ آج کی نشست کو درخواست کیا
 جاتا ہے اور بروز اتوار ساڑھے تین بجے تک اجلاس کو ملتوی کیا جاتا ہے۔

[The House adjourned to meet again on three thirty of the clock in the
 afternoon on Sunday, January 6, 1991.]